PK 2199 F36M3 1885

Farhat, Muhammad Jan
Masnavi mihr-i munir

PLEASE DO NOT REMOVE
CARDS OR SLIPS FROM THIS POCKET

UNIVERSITY OF TORONTO LIBRARY

ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ

من تصنیف محمد جان تخلص فرحت ساکن سہارنپور محلہ قاضیان

مثنوی مہر منیر

بتقاضائے کاتب الحروف منشی محمد عظیم خان ساکن سہارنپور سے

در مطبع مطلع الانوار سہارنپور طبع شد

ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ

یہہ ہی مثنوی اک در بے نظیر
سراپا لطافت میں مہر منیر

نہیں مثنوی بلکہ گلشن ہے یہہ
سراپا سجا و چمن جوشن ہے یہہ

مثنوی مہر منیر

جو منصف سنیں گے کہیں گے ضرور
یہہ ہی مثنوی جلوہ کوہ طور

بھلا اسکا دیگا کوئی اور مول
در و لعل نیلم کو دیں تول تول

مطبع کوڑامل و گنپت رائے سہارنپور طبع شد

سید حشمت حسین محمد حسین سہارنپوری

PK
2199
F36M3
1885
LIBRARY
MAY 11 1967
UNIVERSITY OF TORONTO

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرِ خاک پر رکھہ کرون ہون رقم
ستایش خداوند لوح و قلم

زبانِ قلم سے یہی ہے ندا
نہ تجسا ہوا اور نہ ہوگا خدا

ترا کوئی ثانی نہ کوئی سہیم
تری ذات ہی کلِ شئی العلیم

پرستش تری ذات کو خوب ہی
ترا نام ہر دل کو مرغوب ہے

رہی حمد مین تری باغ و بہار
زمین و فلک ہی تری اختیار

وہ الحق کہ ایسا ہی ہے سب بے نظر
سدا اوسے روشن ہے ماہِ منیر

جو ڈالے نظر مہر کی مہر پر
کیا خاک پر ذرہ کو جلوہ گر

ہے وہ خور کی مشعل نیاز رنگار
فروزان کئے اوسے لیل و نہار

گہر زیر در آب بالا حباب
ز ذاتِ تو گردید ہم فیضیاب

جبینِ ملک سے جبینِ نیاز
ترا آستان وہ ہی ای بے نیاز

بہرا نور سے ساغرِ آفتاب
دیا کانہ ہر گل کو دی آب و تاب

منزہ ہے وہ یار و احباب سے
مبرا ہے وہ خوردن و خواب سے

تہی دست ہی وہ نہ ہے زیر دست
دیارِ خدائی مین ہے خود پرست

نہ سایہ مین ہے وہ نہ ہی دہوپ مین
مگر جلوہ گر ہے وہ ہر روپ مین

بہونسی وہ نزدیک اور سب سے دور
اوسے نور کا ہر طرف ہے ظہور

سحر کو چمن مین گلِ آفتاب
اوسی نور سے ہی سدا نور یاب

زمین تا زمان انجم و مہر و ماہ
ہین وحدانیت پر سب اوسکی گواہ

اگرچہ وہ نظرون سی مفقود ہے
وہی نور ہر گل مین موجود ہے

اوسی سے ہے روشن چراغِ کنشت
اوسی سے ہے سر سبز باغِ بہشت

اوسی سے ہی سر سبز گلزار حسن
اوسی سے ہے سرگرم بازار حسن

اوسیکا ہے آتش کدہ بت کدہ
اوسیکا ہے عشرت کدہ غم کدہ

اوسیکا ہے بحر اور اوسیکا ہی بر
خداوند ہے داورِ داد گر

اوسیکا صغیر اور اوسیکا کبیر
سبہونکا ہے روزی وہی دستگیر

اوسیکا ہے ظلمت اوسیکا ہی نور
اوسیکا ہی مار اور اوسیکا ہے مور

زمین سے لگا تا بعرشِ برین
کوئی حمد سے اوسکی خالی نہین

بشر کی جو تا آوری نہ ادراک مین
کہ ہے رنگا رنگ ایسی گل خاک مین

دُر و لعل و یاقوت و شمس و قمر
اوسی نور سے سب یہہ ہے جلوہ گر

تامل سے دیکھا بہت غور کر
جہان دیکہا پایا وہی جلوہ گر

اوسیکی ہر اک گل مین ہی رنگ بو — چمکتا ہے ہر ذرہ مین ہو بہو
وہی مالک الملک دانائے غیب — ہے قبضہ مین اوسکے فراز و نشیب
وہی مالک الملک لوح و قلم — اوسیکا حدوث اور اوسیکا قدم
وہی مالک الملک عرش عظیم — اوسیکا ہی دوزخ اوسیکا نعیم
وہی مالک الملک باغ بہشت — اوسیکا ہی نیک اور اوسیکا ہی زشت
وہی مالک الملک جن و ملک — ہے قبضہ مین اوسکے زمین و فلک
نہ آغاز اوسکو نہ انجام ہے — بہار و خزان سے نہ کچھ کام ہے
درختان عالم بنے گر قلم — سر مو نہو وصف اوسیکا رقم
کہین ماء فنا جہان انبیا — تو کیا وصف اوسکا کرے گا بھلا
کرون کس طرح وصف اوسکا رقم — نہ تاب زبان ہے نہ تاب قلم
تو فرحت ہو خاموش اور کر دعا — بدرگاہ شاہنشہ دوسرا
پلا مجھکو ساقی شراب مراد — منور ہو جس سے چراغ مراد

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات واہب العطیات جل جلالہ

الٰہی میری التجا ہو قبول — بحق محمد بآل بتول
الٰہی میری مشکل آسان کر — کرم اپنا ہر لحظہ ہر آن کر
رہون دین و دنیا مین آرام سے — سدا انس ہو دین اسلام سے
نہ خادم سے مطلب نہ مخدوم سے — مگر ہووے تجھ حی قیوم سے

جہاں مین نہ مجھکو تہی دست رکھہ
مئے جام وحدت سے سرمست رکھہ

سوا تیرے در کے در غیر پر
نہ ہووے دم آخری تنگ گذر

مجھے دین و دنیا مین ممتاز رکھہ
در فضل رحمت سدا باز رکھہ

میرا خاتمہ ہووے اسلام مین
مئے عیش ڈہلتی رہے جام مین

غم دین و دنیا سے آزاد رکھہ
گل گلستان کی طرح شاد رکھہ

مجھے صاحب تخت و دیہیم کر
مسخر کن ہفت اقلیم کر

جو مخلص ہین میری وہ آباد ہون
جو دشمن ہین میری وہ برباد ہون

الہی مین عاصی بہی مقبول ہون
سدا ذکر مین تیرے مشغول ہون

رہون جب تلگ مین بقید حیات
تیری حمد کی جز نہ ہو اور بات

میری باپ اور مان کو مسرور رکھہ
مئے عیش و عشرت مین مخمور رکھہ

میرا وقت رحلت کا جس آن ہو
ترا فضل او سوقت رحمان ہو

کہ جب تشنگی سے مین بیتاب ہون
شراب الطہور اسے سیراب ہون

سخن کا مجھے ہر گھڑے فکر ہے
یہی لب پہ آٹہو پہر ذکر ہے

عروس سخن سے ہم آغوش ہون
سدا عیش و عشرت سے ہمدوش ہون

شگفتہ میرے دل کا گلزار کر
خوشی کا سدا گرم بازار کر

وہ ہو نظم کو میرے تابندگی
مہ و خور کو ہو جس سے شرمندگی

الہی ہو رنگین وہ میرا سخن
جسے دیکھہ پہیکا ہو رنگ چمن

سخن کو میری بخشیں وہ آب و تاب ‏ سدا جسکے بے تاب ہو آفتاب
زبانِ قلم سحر آمیز ہو ‏ فصاحت بلاغت سے لبریز ہو
رہے جب تلک بو و رنگِ چمن ‏ الٰہی رہے یعنی میرا سخن
رہوں دین دنیا مین بے درد و غم ‏ بحقِ محمد شفیع الامم
یہہ فرحت ختم کر تو بس اب دعا ‏ صفت کر بیان سرورِ انبیا

نعت سرورِ کائنات سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

پلا ساقیا ساغرِ مشکبار ‏ ثنائے محمد ہوئی آشکار
نبی کون یعنی شہِ بے نظیر ‏ سپہرِ نبوت کا بدرِ منیر
نبی کون یعنی ثریا جناب ‏ بیاضِ نبوت کا کل انتخاب
پڑہی گو نہ ظاہر مین کوئی کتاب ‏ ہوا پر ہر اک علم مین لاجواب
اگرچہ وہ پیدا ہوا خاک پر ‏ ولیکن گیا ہفت افلاک پر
جہان سے کیا ظلمتِ کفر دور ‏ بامرِ خدا دل کیا سبکا نور
بتونکے کیئے خانہ بالکل خراب ‏ بتایا ہر ایک کو رہِ باصواب
جھکے نہ فلک اوسکی تسلیم کو ‏ مسخر کیا ہفت اقلیم کو
بنے نور سے اوسکی خورشید و ماہ ‏ وہی ہے دو عالم کی پشت و پناہ
تولد ہوئے جب وہ فخرالانام ‏ گرے قصرِ نوشیروانکے تمام
تہِ تیغ لایا وہ کفار کو ‏ کیا مبتذل اہلِ زنار کو

کہانت کا دفتر تو ابتر ہوا
نگون بخت کا اوسکے اختر ہوا

بت و بتکدہ جملہ ویران ہوئے
نجومی و رمال حیران ہوئے

شیاطین کا رائیت گرا خاک پر
پڑا طوق لعنت کا ناپاک پر

محمدؐ کی ثانی جہان مین نہین ہے
جہان مین تو کیا آسمان مین نہین

جھکا وصف مین اوسکی سرکو قلم
سرِ لوح پر کر رہا ہے رقم

نبی الورا گو ہے سب سے بھا
ہے سب بے مثل دنیا مین پیدا ہوا

قدم کی جگہہ اوسکی عرش برین
زمین و فلک اوسکی زیر نگین

جو سایہ نہ تھا قامتِ انتخاب
وہ سایہ رہا ہمدمی آفتاب

وہ قد اس لئے سایہ سے دور تہا
کہ اعجاز خوبی مین معمور تھا

وہ سایہ تھا معبود کا خود نبی
نہ دیکھا مین سایہ کا سایہ کبھی

گر ہے کس طرح اوسکا سایہ بھلا
کہ نور خدا جسپہ چھایا رہا

درود اوس پر اور آل پہ بار بار
کہ شام و سحر ہوہی صد ہا ہزار

یہہ فرحت گدا اور تو سردار ہے
شفاعت کا تیری طلبگار ہے

قیامت مین اس کو نہ تم بہولیو
کریمی دو عالم سے بخشوائیو

منقبت خلفائے راشدین رضی اللہ تعالی عنہ

پلا ساقیا ساغر انگبین ہے
ہے در پیش تعریف اصحاب دین

بہ رسولِ خدا کے جو ہین چار یار
سرِ ہر خلافت کہ ہین تاجدار ہے

خصوص اونمین بوبکر عالی جناب
سپہر خلافت کا ہے آفتاب

عمر صاحب تخت و دیہیم ہے
مسخر کن ہفت اقلیم ہے

سیوم اور جو عثمان ہے پاک دین
وہ ہے جامع الکلام مبین

چہارم علی ہے یل نامدار
قوی دست در عرصہ کارزار

خدایا محبت مین حسنین کی
سدا مجھکو رکھہ قرۃ العین کی

رہون کفش بردار اصحابکا
نبی و علی آل و احبابکا

یہی بانئی دین و اسلام ہین
یہی بیخ کن جملہ اصنام ہین

ہزارون فسادیکو توڑ توڑ
مسلمان کئے مردمان نو کروڑ

یہہ اربعہ عناصر ہین اسلام مین
بہت چست ہین جملہ احکام مین

خسر دو ہین انمین دو داماد ہین
بڑے صاحب عدل اور داد ہین

انہین سے ہے امن اور انہین سے امان
یہہ ہین آفتاب زمین و زمان

مقابل کوئی انکا اخلاق مین
بھلا اک لگائی تو آفاق مین

جو دشمن ہے انکا وہ مردود ہے
رسول خدا کا یہہ فرمود ہے

رسول خدا کی جو ازواج ہین
حقیقت مین ہم سبکے سرتاج ہین

نبی و علی ہر دو با آب و تاب
یکے آفتاب و یکی ماہتاب

سدا اونپہ ہو صد ہزار آفرین
رسول خدا کے جو ہین جانشین

تعریف اوستاد کی

گلابی پلاسا قیا قند کی ۔ ہے در پیش تعریف آخوند کی +
میرے ایک اوستاد طالب علی ۔ علی سے ہے الفت خفی و جلی
زمانہ مین ہے علم کی اوسکی دہوم ۔ خدا نے کیا اوسکو بحر علوم
ہراک علم سے اوسکو پیوند ہے ۔ فلاطونکی روح اوس سے خورسند ہے
سر پیر سخن کا وہ خاقان ہے ۔ وجود سخن کا دل و جان ہے
ہراک شعر ہے اوسکا یون آبدار ۔ صدف مین ہو جیسے در شاہوار
عیان اونکی لفظون سے معنے ہو یون ۔ تہ ابر خورشید روشن ہو جون
دی آرایش نظم کو اسقدر ۔ خجل ہون جب دیکہہ شمس و قمر
ہراک شعر ہے اوسکا بدر منیر ۔ نہین رکہتا عالم مین اپنی نظیر
عروس سخن کو دی اتنی جلو ۔ سخن آپ سے اپنا ہو مدح گو
نزاکت رکہے اتنی تقریر مین ۔ لچک جاے قلم جسکی تحریر مین
کمر کی کرے وصف جسدم رقم ۔ نہان مثل عنقا کی ہو بس قلم
وہ لکہتا ہے جسوقت والا صفات ۔ ٹپکتا ہے خامہ سے آب حیات
معطر ز مشک و گلاب آن قلم ۔ ارسطو ان فطرت عطارد رقم
طبیب سخن نبض دانندہ آن ۔ بہار سخن باغ را بے گمان
سلیمان دانش فلاطون نشان ۔ مسیحا نفس چرب شیرین زبان
لکہی اس طرح کی نثر دل پسند ۔ کرے آفرین سن جسے سپہر بلند

وہ ہر فقرے کو دیہے ہے ایسی جلا
کہ فقرہ ہو خود اپنے اوپر فدا

فصاحت بلاغت مین مشہور ہے
ظرافت لطافت مین معمور ہے

سخاوت مین عالم مین ہے بے مثال
شجاعت مین رستم کو سمجھے ہے زال

اوسے کس طرح سے نہ ہو خرمی
رکھے ہیگا جو اسم طالب علی

جو ہر مو تیرا ہووے فرحت زبان
نہو تو بھی وصف اوسکا تجھسی بیان

تعریف ہندوستان جنت نشانکی

عجب طرفہ کشور ہے ہندوستان
سراپا لطافت مین جون بوستان

قلم سے ہو کب اوسکی خوبی رقم
ہر اک شہر ہے جسکا رشک ارم

خصوصاً اومین اک شہر مینو سواد
سہارنپور ہے نام عشرت نژاد

وہ مثل چمن شہر آباد ہے
سدا اسکی شہر دل شاد ہے

غضب گلرخان وہانکی بیباک ہین
بہت دل کے لینے مین چالاک ہین

جو زاہد بھی دیکھے تو رویا کرے
سدا اشک سے مونہہ کو دہویا کرے

ہزارون گل اندام تدبیر سے
بسی ہین وہان آکے کشمیر سے

گہر ونکی تھین گھر وہان کا تحریر مین
غرض حسن ارزان ہو کشمیر مین

ذخیرہ دار دیکھے بازار سے بٹا
لگا رہی در و بام دیوار ہے

دو رویہ دوکانین ہین اسباب کی
نظر جس سے خیرہ ہو مہتاب کی

مہیا ہے اسباب اطراف کا
خطا اور ختن اور کہہ قاف کا

کسیکو جو کچھہ چیز درکار ہو ٭ زبان سے نہ نکلے جو تیار ہو
صفائی ہی اس درجہ بازار کی ٭ تمنا ہے پریونکو دیدار کی
یہہ ہے سنگریزونکو تابندگی ٭ جواہر کو ہو جس سے شرمندگی
کرون گر عمارت کی خوبی نوشت ٭ قلم ہو میرا رشک طوبے بہشت
مطلا منقش در و بام ہین ٭ سدا مسند آرا دلآرام ہین
بہت غور کر دیکھا اطراف سے ٭ ہے معمور ہر کوچہ اشراف سے
جو ہے جامع مسجد وہ اک نور ہے ٭ سراپا لطافت مین معمور ہے
ہزارون ملایک بصد انکسار ٭ ہین جاروب کش اوسمین لیل و نہار
پڑہے گر کوئی ایک بہی وہان نماز ٭ گنہ بخشدے اوسکے سب بے نیاز
بلندی سے اوسکی ہوئی پست دیر ٭ اوسیکی بدولت ہے ہم سبکی خیر
اسی در پہ یارب میرا فرق ہو ٭ سر مو نہ اس مین ذرا فرق ہو
یہانتک ہے دلچسپ صحرا تمام ٭ یہی جا ہے دل رہی وہان صبح و شام
کہین چاہ منبع کہین اور جہیل ٭ کہی تو کہ ہے کوثر و سلسبیل
جو سبزہ ہے نہرونکے اطرافمین ٭ زبان گنگ ہے اوسکے اوصافمین
بہ از قند شکر ہے آب زلال ٭ ہر اک چیز ہے اوسکی دور از خیال
ہزارون وہان مالدہ کے شجر ٭ تر و تازہ آٹہو نپہر دشت و بر
اگر بلبلین دیکہین خار کو ٭ نہ دیکہین کبہی روئے گلزار کو

خزانکو نہ ہرگز وہان بار ہے — سدا نرگس باغ بیدار ہے
ارم نقل ہے اور وہ اصل ہے — نظر بدکو ہرگز نہ وہان دخل ہے
فقط ہند ہی مین نہین انتخاب ہے — وہ ہے ہفت اقلیم مین لاجواب
رہے جب تلک مہر زیب سپہر — الٰہی رہے یون ہی آباد شہر

آغاز داستان نادر بیان

وہ ساقی پلا ساغر مشک بار — مہکنے لگے جسسے شہر و دیار
نئی اک کہانی لکھون بے نظیر — جسے رشک کہا دیکھہ بدر منیر
کسی شہر مین تہا کوئی شہریار — کہ تہا وہ شہنشاہ گردون وقار
بہت گنج و اقبال سے سربلند — بہت حشمت و جاہ سے ارجمند
کئی بادشاہ اوسکے فرمان گزین — خطا اور ختن اوسکی زیر نگین ہے
سلیمان شکوہ و فریدون حشم — فلاطون طبیعت عطارد رقم
جہانتگ تہے سلطان اقالیم مین — سدا اوسکی رہتے تہی تسلیم مین
امور خلافت مین وہ طاق تہا — بہت خلق مین شہرہ آفاق تہا
کہ تہا پرتو حق کا دیہیم پر — حکم اوسکا تہا ہفت اقلیم پر
فزون دبدبہ اوسکا جمشید سے — زیادہ شکوہ اوسکی خورشید سے
سکندر سے افزون تہا اقبال مین — غرض خوش تہا ہر وقت ہر حال مین
اگر اوسکی لشکر کی کیجے شمار — کئی لکھہ پیادہ کئی لکھہ سوار

نہ خاطر میں غم اور نہ دل میں ہراس ۔ خزانہ بہت اور سپاہ بے قیاس
طبیعت میں اُس درجہ انصاف تھا ۔ جہان تا جہان عدل سے صاف تھا
کہوں گر سخاوت کو اوسکی رقم ۔ قلم ہو میرا شاخ نخل کرم
نہ مفلس کوئی اور نہ بیکار تھا ۔ جواہر کا ہر گھر میں انبار تھا
عجب شہر تھا اوسکا مینو نظیر ۔ سراپا لطافت میں بدر منیر
عمارت تھی وہاں خشت بلور کی ۔ کہو تو کہ صورت تھی اک نور کی
مطلا منقش وہ دیوار و در ۔ سراپا لطافت میں شمس و قمر
زمین سبز و سیراب اور کارکشت ۔ سراپا لطافت میں باغ بہشت
کہیں چاہ منبع کہیں لالہ زار ۔ ہر اک جا پہ گلگشت باغ و بہار
عجب شہر کا اوسکے بازار تھا ۔ نہ بازار تھا بلکہ گلزار تھا؛
دو رویّ دوکانوں کی یہہ آب و تاب ۔ شب چاردہ میں ہو جوں ماہتاب
برابر دوکانیں یوں بازار کی ۔ مسلسل ہو جوں زلف دلدار کی
دوکاندار وہاں کے نہ انسان تھی ۔ فلک سے اوترائی غلمان تھے
ہر اک صاف رہ ایسا بازار کا ۔ کہے تو کہ تختہ تھا انوار کا؛
جو تھا بیچ بازار کے ایک چوک ۔ کسیکو وہاں سے نہ تھی روک ٹوک
وہ تھا خوشنما چوک بازار کا؛ ۔ ملایک کو ہو شوق دیدار کا؛
کہیں سیٹھ بیٹھے بڑی شان سے ۔ کہے تو عجب سانہ و سامان سے

کہین بیٹھے ساقن بنائی ہوئے
خمیرہ کا سلفہ جمائے ہوئے

کہی جو کوئی اسکو صاحب پئے
نہ بھولے مزا اسکا جب تک جئے

کہین کونجڑن بیہہ کہے بار بار
ولایت کے ہین تازہ سیب انار

کہین چوڑی والہ کہین تار کش
سجے اور سجائے ہوئے ماہوش

کہین اشرفی اور جواہر کہین
دلاور کہین زور آور کہین

کہین تاشہ مرفہ کہین جھانج ڈہول
تماشا یو لگا ہر اک جا پہ غول

کزک اسطرف اور اودہر می فروش
ہر اک جا پہ بازار یو لگا خروش

کہین دختر باغبان کر درست
لئی بیٹھے گل اپنی چالاک چست

تنبولن جو بیٹھے تھی دوکانمین
کہے تو پری تھی پرستانمین

صبح سے لگا کر کے تا وقت شام
رہے گرد مین خلق کا اژدہام

مزافر کہین اور زردہ کہین
شرلفیہ کہین اور سردہ کہین

کہین نان حلوہ کہین تھے کباب
ہر اک اپنے موقع سے اور لاجواب

جلیبی کہین اور کہین نوزیات
کہین قند رکھا کہین تھی نبات

کہین بالدہ اور کہین انبہ خاص
خریدار اونکے غرض عام و خاص

کہین بین بجتے کہین ساز وہان
نئی سنتے ہر وقت آواز وہان

بہشتی ادہر اور اودہر جا بجا
بہرین مشک کاندہی کی اوپر اوٹھا

کٹورے کی جھنکار آہستہ چال
کرے سننے والونکا دل پائمال

کسیکا کوئی ہاتہہ مین لیکی ہاتہہ
کسیکے کوئی جانور ہاتہہ مین
کوئی زوم مین آ اکڑتا چلے
وہ تن تنکے چلنا سرِ شام کو
طوایف جو آتی تہی بازار مین
وہ تن تنکے چلنا نئی چال سے
کوئی دوش پر چہوڑ کاکل چلے
کسیکا کوئی بال بکہرا ہوا
کسیکو انگوٹہا دکہائے کوئی
کسیکو کوئی گل اشارہ کرے
کوئی حُسن مین اپنے مغرور ہو
کسی سے کوئی جان انجان ہو
کسیکو کوئی بند انگیا کے کہول
کوئی اپنا دامن جہٹکتی چلے
کوئی پانچے گل سنبہالے ہوے
کوئی اپنی چہلبل دکہاتی چلے
کوئی شوخ دیدہ کوئی چپ چہنال

سرِ شام نکلی لطافت کی ساتہہ
سگِ دم بریدہ مگر ساتہہ مین
غرض ہر کسی سے بگڑتا چلے
دکہانا جو انکے آیا م کو
قیامت کو لاتی تہی رفتار مین
قیامت غرض چال اور ڈہال سے
کرے دل کو عالم کے اوپر تلے
وہ براق سا چہرہ نکہرا ہوا
غرض چٹکیونمین اوڑائے کوئی
کسی سے کوئی گل کنارہ کرے
کسیکو کہے چل پرے دور ہو
کسی پر کوئی جان قربان ہو
دکہائی غرض چہاتیان گول گول
دہرے ہاتہہ کولے مٹکتی چلے
کوئی ہاتہہ مین ہاتہہ ڈالے ہوئی
نظر ہر کسی سے لڑاتی ہے
کوئی فعل صوفی مین صاحب کمال

کوئی سرو قامت کوئی گل عذار
جوانیکا جوبن کچھ لگا او بہار

کوئی اپنے عاشق سے باتین کرے
لگاوٹکی القصہ گھاتین کرے

کوئی ترچھی نظرونمین گھایل کرے
کوئی باتون باتونمین مایل کرے

ڈوپٹہ کسی پر سے سر کا ہوا
غرض شعلۂ حسن بھڑکا ہوا

کوئی اونچی کرتی اوتارے کہین
کوئی بال بکھرے سنوارے کہین

کسیکا تہا سینہ کہلا تا بناف
کسیکا تہا پیچھے چمکتا مباف

کوئی بالے پن مین ہی مشتاق تہی
غرض عشق مین شہرہ آفاق تہی

کسی سے ہنسی کوئی پردہ کے اوٹ
پس پردہ ہوجائے دل لوٹ پوٹ

کسی سے کوئی دل لگائی ہوئے
بنائی ہوئے اور سجائے ہوئے

کہے نائکہ سے کوئی بدسرشت
مقابل نہین میری حور بہشت

پری کو نہ ہو حسن پر میرے تاب
مجھے دیکھہ بےتاب ہو آفتاب

ابہی وہ چھپانے مین ہون طاق مین
مقابل نہین میری آفاق مین

جو اکبار آجائے بس کید مین
فرشتہ نہ چھوٹے میری قید مین

گئی تہی جو کل سیر بازار مین
پہنسا لائی صد ہا طرحدار مین

جو شبلی کی پڑ جائے جہہ پر نظر
کرے خاک قدمونکی کحل البصر

کرشمہ کہین اور کہین ناز وہان
غرض عیش و عشرت کا دربار وہان

کہین سادہ پن اور کہین بانکپن
نرالی ادا اور نرالا چلن ہے

کہین چٹکیان اور ٹہوکہ کہین ۔ غرض لانا تا بونمین روکہ کہین
کوئی اپنے گہر مین زہرہ جبین ۔ بجاتے تہے تفریح طبع کو بین
کوئی نازک اندام اک ناز سے ۔ سر کُرسی بیٹہی تہی انداز سے
نشہ مین جوانیکے مخمور تہی ۔ یہی آن بان اوسکو منظور تہی
کوئی اپنا حقہ لئے وانمود ۔ نکلی تہی دودِ جگر زود زود
چہپر کہٹ پہ بیٹہی کوئی گلعذار ۔ دکہاتی تہی بازاریونکو سنگار
کوئی سرخ جوڑے مین ملبوس تہی ۔ اسی رنگ سے گویا مانوس تہی
کوئی شال اوڑہی ہوئی گلبدن ۔ سراپا لطافت مین گل یا سمن
کوئی اپنے بالونمین کنگہی کرے ۔ مبافی زری سے دورنگی کرے
کوئی ہنستی اور مسکراتی کوئی ۔ نظر سے نظر کو لڑاتی کوئی
کہین پہول پان اور کہین عطردان ۔ کبہی سرہانے دہرا پاندان
کوئی خوب رو اور کوئی ماہ رو ۔ قیامت کا نکہرا غرض ہو بہو
کہین راگ رنگ اور کہین کہیل کود ۔ خوشی کی غرض ہر طرح سے نمود
خوشیکا وہان گرم بازار تہا ۔ ہر اک گل کی طرح سے گلزار تہا
عجب شہر دلچسپ بازار تہا ۔ کہے تو کہ گلگشت گلزار تہا
عجایب مکان اور عجایب مکین ۔ سراپا لطافت مین خلد برین
مکان جو کہ تہا خاص سلطان کا ۔ تہا آرام دل جن و انسان کا

مطلا منقش وہ تعمیر تھی
سراپا لطافت مین تصویر تھی

سدا ماہتاب فلک کانپ کانپ
چلے اوسکی جانب سے مونہہ ڈھانپ ڈھانپ

کوئی دیکھتا اوسکو گر جا کے دور
تو کہتا کہ ہے شعلۂ کوہ طور

بلندی پہ ہرگز نہ ہو دسترس
نہ پہونچے ملک گر اوڑے سو برس

منڈھی بام و در جملہ کمخواب سے
تجلے مین کم تہے نہ مہتاب سے

وہ آرام دل جن و انسان تہا
ہر اک طاق رشک گلستان تہا

کوئی متصل اوسکے تہی ایک جہیل
کہے تو کہ تہی کوثر و سلسبیل

کبہی پالکی مین کبہی فیل پر
غرض سیر کو آنا وہان جہیل پر

یہی اوسکا دستور معمول تھا
نشاط طرب ساتہہ مشغول تھا

اوسی اپنے دستور سے شہریار
ہوا جلوہ افزا غرض ایکبار

جو دیکہے تو اک مرد پاکیزہ رو
سر جہیل بیٹہا ہے فرخندہ خو

سعادت نمودار رخسار سے
اصالت نمودار کردار سے

نہ دنیا خطرا نہ عقبی کا ڈر
طرف اپنی خالق کی مد نظر

نہ فکر معیشت نہ فکر لباس
نہ چور ایکا خطرا نہ غربت کی پاس

امیرونسے نفرت فقیرونسے شوق
شب و روز ورد و وظایف سے ذوق

رہی متصل شہر کے دور دور
غرض اہل دنیا سے اوسکو نفور

کسی شے کی اسکو نہ درکار تھی
وہ سب گہر مین موجود تیار تھی

ہزارون کنیزک ہزارون غلام — مہے طلعت و سرو قد خوش خرام

کہڑے دست بستہ رہین روبرو — کوئی جیب کوئی راست فرخندہ خو

رہا کرتے خدمتمین حاضر ہمیشہ — ہر اک طرحکا اوسکو حاصل تہا عیش

پسرکے نہ ہونیکا آزار تہا — گل عیش مین اوسکی خار یہہ تہا

یہی رنج تہا اوسکو ہر دم مدام — شب و روز آہتو نپہر صبح و شام

جو دیکہا خداترس سلطان نی — جہان و جہانگے دل و جان سے

کہا گہرون اپنا اظہار بہید — بر اوسے میرسے اس سے شاید امید

یہہ کر دل مین تجویز اور ہو کی سخت — چلا اوسکی جانب شہ نیک بخت

ادا پہلے کی رسم تسلیم کی — بہت اوسکی تعظیم و تکریم کی

دو زانو گیا بیٹہہ دلریش ہو — کہ جیسے کوئی مرد درویش ہو

جہکا کر کے سر اور بڑہا کر کے دست — لگا عرض کرنے کہ ای حق پرست

کرون عرض گر میری ہووے قبول — برائے محمد برائے بتول

کہا شہ کو اوس مرد ہشیار نے — کہ یعنی خدا بین و دیندار نے

جو کچہہ دل مین ہے تیری اظہار کہہ — نہ اسرار کہہ بلکہ تکرار کر

کہا مجہکو مطلب نہین مال سے — ہے موجود سب تیرے اقبال سے

مکان خاص تعمیر ہے سنگ کا — جواہر ہے موجود ہر رنگ کا

ہزارون کنیزک شبستان مین — کہلے گل ہین گویا گلستان مین

رہین سر بہ تسلیم صد ہا امیر | کہڑے ہے دست بستہ صغیر و کبیر
نہین ہے کوئی وارث تخت و تاج | جو لے بعد میرے رعیت سی باج
رکہے سر پہ جو افسر دیہیم کو | مسخر کرے ہفت اقلیم کو
کہ وہ مین یہہ بات مشہور ہے | چراغ شبستان جو ہی پور ہے
نہ ہو پور اپنے تو پہر گور ہے | جہان کا یہی رسم دستور ہے
کہا شہ کو اوس مرد درویش نے | بہت ہوکے آزردہ دل ریش نے
خدائی مین جبکہ نہین دسترس | کٹ دہ نکر اس مین پائی ہوس
نہین پاس اپنے کوئی پور ہے | مگر اوسکی رحمت سے کیا دور ہے
تو درگاہ مین اوسکی فریاد کر | سدا نام سے اوسکی دل شاد کر
سدا اوسکی رحمت کا در باز ہے | زمین و فلک مین یہہ آواز ہے
خداوند ہے آسمان و زمین | جہان آفرین بلکہ جان آفرین
تو کر عرض حاجات خلاق سے | کہ یعنی خداوند رزاق سے
نہین اوسکی رحمت سے ہی کچہہ بعید | کرے شام غم کے تئین روز عید
کیا کر تو مسجد مین روشن چراغ | ملیگا مقرر تجہے شب چراغ
یہی ہے تیرے درد و غم کا علاج | رعیت سے کر دور اندک خراج
فقیرونکو کہانا کہلایا کرو | نہ ہرگز کسیکو ستایا کرو
فقیروں سی کرنا نہ ہرگز گریز | نہ عاجز پہ کیجو نظر تیز تیز

بہی نیک بندونکا ہوتا ہے کام — اسی سے ہے بر آتی ہین مقصد تمام
امیرون فقیرونکی سنتا ہے وہ — غرض رفع حاجات کرتا ہے وہ
ترا نخل امید ہو بار ور — رہے تو جہامین بصد کر و فر
ہے لاتقنطو آیا قرآنمین — لکہا ہے یعنی سبے خاص قرآنمین
مین کرتا ہون اب تیری خاطر دعا — بر آوے ترے دل کا سب مدعا
سر خاک پر رکھہ جبین نیاز — لگا عرض کرنے کہ اے بی نیاز
تو گفتی بہر آنکس کہ در رنج و تاب — دعا کند من کنم مستجاب
کرامات درویش ظاہر ہوئی — دعا نزد مقبول داور ہوئی
قدم شاہ صاحب کے لب چوم کر — کئی بار اطراف مین گھوم کر
چلا گھر کی جانب خجستہ خصال — نشاط و طرب ساتہہ فرخندہ فال
خدا کی جو قدرت ہوئی کاملہ — ہوئی زوجہ اک شاہ کی حاملہ
حمل کی جو ہونے کی شہرت ہوئی — خوشی ہر کسیکو نہایت ہوئی
ہر اک کی طرح بڑہا روز روز — خجالت وہی ماہ گیتی فروز

داستان پیدائش مین شاہزادہ اقبالکی

پلا ساقیا ساغر دلپذیر — طلوع ایک ہوتا ہے ماہ منیر
زمانہ سے ہے دور اب درد و رنج — ہین پیر و جوان الغرض نغمہ سنج
نوہی جب مہینے کا آیا آخیر — ہوئے شادمان سب صغیر و کبیر

تولد ہوا یعنی شہ کے پسر — نہایت طرحدار رشک قمر
وہ صد رشک خورشید پیدا ہوا — جہان حسن پر اوسکے شیدا ہوا
پری اوسکو پہونچے نہ جن و بشر — کہیے تو ہوئے ماہ خور جلوہ گر
اوسے دیکھہ بولے صغیر و کبیر — ہے بحر لطافت کا دُرِ منیر
یہہ شہرت ہوئی حسن کی شہر مین — کوئی اِسکا ثانی نہین دہر مین
جو رخ دیکھا اوس گل کا آب و تاب — رکہا نام سب نے غرض آفتاب
جہان تک کہ تہے خواجگان و امیر — دعا دیکے بولے صغیر و کبیر
مبارک ہو اے شاہ فیروز بخت — خدا نے دیا وارثِ تاج و تخت
رہین اسکے فرمان گذین خاص و عام — غلامی کرین اِسکے شاہان تمام
یہہ گلفام آنکہونکا تارا رہے — ہما کا سدا سر پہ سایہ رہے
جہان تا جہان اسکا پابوس ہو — سدا سر پہ تسلیم کاؤس ہو
رہے دبدبہ اسکا اطراف مین — بجے کوس نصرت سدا قاف مین
ستارہ سا ہر دم چمکتا رہے — سدا مثل گل کی مہکتا رہے
جو دشمن ہین اِسکے وہ برباد ہون — سدا اِسکے احباب دل شاد ہون
یہہ عشرت جو پہونچی رہی گوش تک — رہے شہ کے باقی نہ پہر ہوش تک
خزانہ کا در شاہ نے کہول کر — جواہر دیا الغرض تول کر
خوشی مین ہوئی گال گل پہول کر — سوا زر کے بخشا نہ بہول کر

جو سایل ہوا آکے ایک دام کا ۔ کیا اوسکو فرمان روان شام کا
لیا جسنے بس شاہزادیکا نانو ۔ خوشے مین دیا الغرض اوسکو گانو
اسیرونکو زندان سے باہر کیا ۔ خوشی کو غرض اوسنے ظاہر کیا
خواصونکو خلعت جو بٹنے لگے ۔ دُرِ لعل و یاقوت لٹنے لگے
پیادونکو گہوڑے سوارونکو زر ۔ دیا الغرض اوسنے لعل و گہر
کسیکو اشرفی کسیکو طعام ۔ کئی لاکہہ آزاد باندی غلام
بجے شادیانے جو بس شہر مین ۔ پڑا غلغلہ اسکا بس دہر مین
جو نوبت کی بجنے کی شہرت ہوئی ۔ خوشی ہر کسیکو نہایت ہوئی
جدہر دیکہئے اوس طرف ازدہام ۔ خوشی کی ہر طرف دہوم دہام
ہوئی روشنی جابجا شہر مین ۔ چمک جسکی پہونچے غرض دہر مین
غرض دیکہہ ہر گہر مین روشن چراغ ۔ خوشی سے ہوا شہ کا دل باغ باغ
درِ شہ پہ آتار چہٹنے لگے ۔ چمن باغ باڑیکے لٹنے لگے
ٹپا خا کہین اور کہین پہلجہڑی ۔ تماشہ کو ہر طرف خلقت کہڑی
خوشی کی جو توپین لگی چہوٹنے ۔ تماشہ کو خلقت لگی لوٹنے
وہ کثرت سے خلقت کی رستہ اڑی ۔ جدہر دیکہئے اوسطرف تہی کہڑے
دیا حکم یہہ شاہ نے بس تمام ۔ تماشہ کو آوین سبہی خاص و عام
رہے گہر مین باقی نہ اک مرد پیر ۔ کہو یہہ کہ آوین صغیر و کبیر

غرض سنکی شادی کی تب ساریان | تماشہ کو نکلین زنین کنواریان
امیر اور فقیر اور باندی غلام | خلعت اور انعام پاوین تمام
سجاوٹ تہی اِس درجہ بازار کی | خجل جسسے کیاری تہی گلزار کی
سجایا بہت اوسنے دیوانِ عام | دیا حکم آوین سبہی خاص و عام
سجے اور سجائے ہوئی چوبدار | کہڑے دست بستہ پئی کاروبار
پرے کے پرے اور گروہ کی گروہ | کہڑے دست بستہ غرض باشکوہ
طوایف کہین ہند اور روم کی | کہون کیا کہ جوڑی بڑی دہوم کی
کہین ناچ کنک قیامت غضب | کہین تاج کشمیریونکا عجب
کہین ناچ رنگ اور کہین راگ رنگ | خوشی کی غرض ہر کسیکو امنگ
کسیکی چمکتی تہی بالی کی نوک | ادہر اور ادہر ہر طرف نوک جوک
کسیکے تہی مہرم کو اطلس کی گوٹ | کرے تہی دلونکو بہت لوٹ پوٹ
کسیکا تہا جہومر چمکتا ہوا | بدن زیر کرتی جہمکتا ہوا
کڑے سے کڑے کو بجاتی کوئی | جوانیکا جوبن دکہاتی کوئی
کوئی اپنا دامن اوٹہاتی چلے | بدن گوری گوری دکہاتی چلے
سنواری کوئی اپنے توڑے جہڑی | دکہائے کوئی اپنے نادر کڑے
کسیکو کوئی مسکڑا مسکڑا | دکہادی غرض اپنی ناز و ادا
کوئی گہنگہرونکو بجانے لگی | کمر لچکا جوڑا دکہانے لگی

اوٹھا ہاتھ چہاتی پہ رکھنا عجب ۔ تہرکہنا بدلنا قیامت غضب
کبھی چٹکیاں اور تالی کبھی ۔ بتانا غرض لاوبالی کبھی
کبھی بیٹھہ نین گاہ ہوتین رواں ۔ خراماں خراماں یہاں اور وہاں
اوٹھا ہاتھہ سبکو بتاتی تھین وہ ۔ کچہین پیاری پیاری دکہاتی تھین وہ
کرے کوئی ماہ رو چہالیاں ۔ دکہاتی کوئی گلبدن بالیاں
کسی سے ملاوے کوئی ابٹن ملان ۔ سنوارے کوئی گلبدن مانگ ان
اوٹھین حکم شہ سے وہ سب ایکبار ۔ کوئی ماہ رو اور کوئی گلعذار
غرض گھونگرو ان سبکے بجنے لگے ۔ بدن زیر کرتی تہرکنے لگے
کبھی ناچنا رکھکے چہاتی پہ ہاتہہ ۔ خراماں خراماں ادا اونکی ساتہہ
دو زانو کبھی بیٹھہ گاتی تھین وہ ۔ ادا ناز غمزہ دکہاتی تھین وہ
کمر کو جہکانا کبھی ناز سے ۔ کبھی بیٹھہ جانا اک انداز سے
کبھی مسکرانا ادا اونکی ساتہہ ۔ کبھی ناچنا رکھکے چہاتی پہ ہاتہہ
جہکنا بدلنا قیامت غضب ۔ وہ ہونٹونکی مسی قیامت کی شب
کبھی بیٹھنا اس نزاکت کی ساتہہ ۔ چہپا کر بدن رکھکی چہاتی پہ ہاتہہ
چہٹی تک یہ عشرت کا ساماں رہا ۔ ہر ایک ماہ رو بس خراماں رہا
گئے دن رہا خلق کا اژدہام ۔ گلی کوچہ بازار مین دہوم دہام
تولد کا جب جشن ہوتا شروع ۔ وہی اختر عیش ہوتا طلوع

غرض دود اوس ماہ کا جب چہٹا — کہوں کیا کئی لاکہہ مین زر لٹا
وہی راگ تہا اور وہی رنگ تہا — وہی ساز تہا اور وہی چنگ تہا
وہی جا بجا خلق کا اژدہام — وہی گلہ خونکی غرض دہوم دہام
مکان ایک ستہرا سا بنوا دیا — چمن ایک چہوٹا سا لگوا دیا
چمکتے ہوئے ہر طرف بام و در — ہر اک گل سپیدی مین شاب قمر
گل و پہول سب اوسمین عنوانکے — تہے کچہہ چین کے کچہہ بدخشانکے
نگاری تہی دیوار ایوان کی — کیاری ہو جیسی گلستان کی
لگے اوسمین آئینے ہر طرف — لگانے مین اوسکے ہوا زر صرف
تصاویر مہ در یہ ہر رنگ کی — صدا ہر طرف بربط و چنگ کی
غرض جانور اوسمین اقسام کی — کہین روم کی اور کہین شام کی
جدا رنگ ہر لحظہ ہر آن تہا — یہہ سب عیش کا اوسکی سامان تہا
تکلف کا فرش اوسمین بچہوا دیا — چقین اور پردونکو لٹکا دیا
پلنگ ایک سونیکا بچہوا دیا — بساط اور تکیونسے سجوا دیا
ہزارون خواص اور ہزارون کنیز — نہایت طرحدار و با تمیز
سراسر مغرق جواہرات مین — رہین رات دن اوسکی خدمات مین
ہر اک اپنی پوشش مین نازنین فریب — نہایت طرحدار عالم فریب
خور و نوش سے ہر کوئی بی نیاز — کوئی دل نواز اور کوئی سرفراز

کوئی پکھہ لگن اور کوئی جیت لگن
کوئی زعفران اور کوئی ارغوان
کوئی سیوتی اور کوئی گلاب
رسیلی کوئی اور نکیلی کوئی
زمرد کوئی اور جواہر کوئی
پہرین ہر طرف مسکراتی ہوئی
ادہر آتیان اور ادہر جاتیان
کوئی اوسکو گلفام چہاتی لگا
کوئی گلبدن اوسکو آغوش مین
کوئی سورہ اخلاص کا دم کرے
دعا کوئی مانگے بس اقبال کی
بلا شبہہ نے دایونکو تاکید کی
چمن سے نہ باہر نکالو اسے
بدنگو نہ دیکھے کبھی اسکی دہوپ
کبھی جا بہ اس گل کا میلہ نہو
کہڑی فرش مخمل پہ آرام یہہ
یہی تمکو کہتا ہون بس صاف مین

کوئی نسترن اور کوئی گلبدن
کوئی کہکشان اور کوئی زرفشان
کوئی مشتری اور کوئی ماہتاب
سہیلی کوئی اور چنبیلی کوئی
شناور کوئی مہرخاور کوئی
ہر رنگ چمن کہل کہلاتی ہوئی
دکہاتی پہرین الغرض چہاتیان
دکہاتی پہری اپنی نازو ادا
رکہی رات دن اپنی آغوش مین
کوئی دیکہہ دیکہہ اوسکو ہر دم جئے
عمر اسکی یارب ہو صد سال کی
دُرِ لعل کی اونکو امید کی
سدا عیش و عشرت مین پالو اسے
زمانہ نلاوے کوئی اور روپ
ستارو نہی یہہ مہ اکیلی نہو
غرض خوب سوہی گل اندام یہہ
رہو رات دن اسکی اطراف مین

گلے مین کئی اوسکے تعویذ ڈال / کہا شہ نے ہونی ہین بازو پہ لال
نہ ماندہ سے آسیب آوے نہین / جن و بہوت اسکو ستاوتے نہین
نظر بد سے پہونچے نہ اسکو گزند / سدا اسکا دشمن رہے دردمند
وہ گلفام جب پاؤن پہرنے لگا / کسینے زمین پر نگہرنے دیا
رہین پتلیون پر اوٹہائے ہوئے / غرض اپنی چہاتی لگائے ہوئے
چمن مین کبہی اوسکو لاتین تہین وہ / گل و نسترنکو دکہاتی تہین وہ
ہنساتی کبہی اور کہلاتین کبہی / عجایب تماشہ دکہاتین کبہی
نہ سختی کو لاتین کبہی بات مین / الگ اوسسے ہوتین نہ دن رات مین
کہلونے کہین چین اور روم کے / دہری اوسکے آگے بڑی دہوم کے
غرض عیش و عشرت مین پالا اوسے / چمن سے نہ باہر نکالا اوسے
وہ پہونچا جو گل چودہوین سال مین / گیا یعنی مہ برج اقبال مین
وہی ساز اور شادمانی ہوئی / نئے سر سے پہر زندگانی ہوئی

داستان جمع کرنے سامانکی

کہا شہ نے اک روز دربار مین / مہیا ہو اسباب سرکار مین
امیر و وزیر اور اراکین اب / غرض یہہ کہ آئین سلاطین سب
سجاوٹ کا اسی درجہ سامان ہو / جسے دیکہہ حیران جی جان ہو
توقف نہ کیجو کسی بات مین / مہیا ہو اسباب دن رات مین
کہا چوبدارونکو اب جائیو / یہہ نقار خانے مین کہہ آئیو

که نوبت خوشی کی بجادین شتاب ۔ نکلتا ہے کل سیر کو آفتاب
خوشی کی وه باجے بجاتے چلین ۔ تماشائیونکو ہٹاتے چلین
امیر و وزیر اور بجا گیردار ۔ غرض جو کہ تھے شاہ کے جان نثار
اسی دن کی تھے منتظر سب امیر ۔ نکلتا ہے کب رشک بدر منیر
اوسی دم وه سب کام کرنے لگے ۔ خوشی کی غرض سانس بھرنے لگے
بشاشت سے چہرے چمکنے لگے ۔ خوشی کے سبب تن دھمکنے لگے
کہون کیا غرض آنکی آن مین ۔ مہیا کیا لاکے دالان مین
بیان کیا کرون وہانکے سامان کا ۔ چمکنے لگا صحن دالان کا
دیا حکم یہہ میر تعمیر کو ۔ سنواری ابھی جاکے بازار کو
گلی کوچہ جتنا ہے بازار کا ۔ نمونہ کرے جاکے گلزار کا
مڈہے جاکے اطلس در و بام سے ۔ جو آیا ہے بجا ہوا شام سے
سجاوٹ ہو اس درجہ بازار کی ۔ کہلے جیسے کیاری ہو گلزار کی
چقین اور پردے دو نکر کے درست ۔ دوکاندار ہو بیٹھین چالاک چست
کہانان سامان کو ہشیار ہو ۔ غرض صبحدم خاصه تیار ہو
اگر صبح خاصه مین کچھہ دیر ہے ۔ تری جان کی بہی نہین خیر ہے
امیر و وزیر اور سب جان نثار ۔ ہوئے الغرض دل سے مصروف کار
وزیرونکو فرما کے فیروز بخت ۔ محل مین گیا شاہ بیدار بخت

داستان سیر بازار کے جانے مین

پلا ساقیا ساغرِ مشک ناب | نکلتا ہے اب سیر کو آفتاب
جہان تا جہان شادمانی ہے آج | سبہو نکے تئین کامرانی ہے آج
تامل نہ کر اور نہ کر دیر تو | ذرا ساغرِ مے کی کر سیر تو
کہان یہہ جوانی کہان پہر یہہ نور | مثل ہے کہ ہے چار دن کا سرور
ہوئی جلوہ آرا جو صبحِ عروس | لگے بوسے لینے جا بجا سب خروس
لیا ماہ نے رخ کے اوپر نقاب | اوٹہا آنکہہ ملتا ہوا آفتاب
اوہر صبح نے چاک داماں کیا | اودہر جشن کا سب نے ساماں کیا
وہ سوتا تہا جس شبستان مین | کہی تو کہ تہا نور دالان مین
کہا تب یہہ سنتے رخسے اوٹہا کر نقاب | اوٹہو بسترِ خواب سے آفتاب
تو اے راحتِ جان بیدار ہو | شتابی سے نہا دہو کے تیار ہو
اوٹہا اوسکے چہرے سے جب دم نقاب | نکلتا ہے بدلی سے جون آفتاب
ہزارون غلام اور ہزارون کنیز | بہت خوبصورت بہت باتمیز
غرض ہاتہہ ڈال اوسکے اندام مین | اوٹہا لیگئے اوسکو حمام مین
پھر نہہ ہوا اوسکا اندام جب | رہے حسن کو دیکہہ حیران سب
تنِ پاک مین اوسکا اوبہرا ہوا | گلستان خوبی کا نکہرا ہوا
یہہ زلفوں کا عالم تہا رخسار مین | نظر آئے جون ابر گلزار مین

ہوا غرق پانی مین یون اوسکا تن   نظر آئے شبنم مین جون نسترن
غرض دیکھکر اوسکی چہرےکی جوت   لگے واہ وا کرنے اک بار سبہو
کسینی کہا دیکھہ رخسار کو   نہین اس سے نسبت ہے گلزار کو
کسینی کہا دیکھہ زلفونکا پیچ   غرض اسکے آگے ہے سنبل بہی ہیچ
غرض جو تہی اوس گل پہ قربان تہی   فدا مثل پروانہ ہر آن تہے
نہلا کرکے اوس گل کو حمام مین   پہنایا لباس اوسکی اندام مین
تمامی کا انگہہ جواہر لگاکر   سدا جسپہ مہتاب ہو جان نثار
کلہ کا کہ دُرن اوسکی کیا مین بیان   بہا جسکے تہا ملک ہندوستان
کئی لاکہہ موتی پہنایا اوسے   کہ موتی کا دریا بنایا اوسے
ملا اسقدر عطر پوشاک مین   کہ خوشبو گئی جسکی افلاک مین
زمرد دیئے اوسکی کانومین ڈال   کیا الغرض رشک بدر کمال
کسینے لے اوس گل کو آغوش مین   لیا چوم مکہڑی کو آغوش مین
کنیز اور غلام اور خواصون نے آ   لیا شاہزادہ کو چہاتی لگا
خرامان خرامان چلا جب وہ گل   پڑا ہر طرف شہر مین شور و غل
محل سے بر آمد ہوا اسطرح   نکلتا ہے بدلی سے مہ جسطرح
اوسی جب دیکھنے کو صغیر و کبیر   نظر لیکے پہونچے امیر و وزیر
عماری مین سونیکی بٹھلا دیا   جمال اوسکا عالم کو دکہلا دیا

سواری کی ہمراہ سا تا جلوس — تصدق کوئی اور کوئی پائوں بوس
بجے اور بجاتے ہوئی عام و خاص — خواصی میں بیٹھے ہزاروں خواص
عماری میں سونیکی دونو سوار — اور اک شاہزادہ اور اک شہریار
کیے نیک پیا شاہ کو ہوکے شاد — خدا پھیر لاوی تجھے بامراد
جہان میں ترا بول بالا رہے — ہر اک کام میں تو دو بالا رہے
خوشی سے ترا دل رہے باغ باغ — عدو کا ترے دل رہے داغ داغ
سدا شاہ عیش ہو ہم بغل — رہے گلشن دہر میں بی خلل
رہے تیرا دشمن ہمیشہ خراب — چمکتا رہے یہ سدا آفتاب
وہ گھوڑوں پہ نقارچی خوش نصیب — سواری کے نزدیک تھے اور قریب
زری اور بانات سے سب درست — بجاتے تھے نوبت کو چالاک چست
صدا جو گئی جھانجکی در جہان — لگے واہ واہ کہنے پیر و جوان
کہیں دف بجا کہیں دہل تھا — جدہر دیکھیے اسطرف غول تھا
بندھا ہاں کا اسطرح کا سمان — لگے وجد کرنے زمین و زمان
کئی لاکھ ہاتھی سجائے ہوئے — برابر برابر لگائے ہوئے
وہ الماس کے جہول اور زری کی طناب — چمکتی ہوئی صورت آفتاب
سنہری دہری اونپہ عماریاں — کہے تو کہ گلشن کی تہی کیاریاں
کئی اسپ کوتل بزرین و لگام — بہت خوبصورت بہت خوشخرام

کوئی اسپ پر اور کوئی فیل پر
سنہری روپہلی بہت پالکی
وہ سونیکی گھنٹہ چمکتے ہوے
سوار اسپ کی باگ تہامی ہوئے
سنہری چمکتے ہوئے سب نشان
نشانونکی پہریرے جو ہلنے لگے
پڑا تہا زمین پر جو عکس وہان
نقیب اس طرف اور اودہر چوبدار
سجے اور سجائے ہوئی ہر طرف
طلائی وہ عاصی لئے چوبدار
تکلف کی پہنے ہوئے سب لباس
کسیکے سنہرا چور ہاتہہ مین
وہ ماہی مراتب وہ جاہ وجلال
نقیبانے درگاہ بولین ہٹو
سواری چلی سیر کو اس طرح
چمن باغبان ٹیکے آگی روان
گلی کوچہ بازار آئینہ بند

لباس زری پہن لیکہ کمر در
جلو مین ہزارون غرض نالکی
نشان بادلہ کے جہلتے ہوئے
ڈوپٹہ زری دوز باندہے ہوے
سجے اور سجائے ہوئی نوجوان
غرض یہہ کہ عکس پہرنے لگے
کہے تو کہ تہا نور کا آسمان
ہزارون پیادہ ہزارون سوار
کہڑی دست بستہ غرض صف بصف
برابر برابر قطار سے قطار
کچہہ اک دور دور اور کچہہ پاس پاس
تہا ماہی مراتب غرض ساتہہ مین
چلا سیر کو الغرض نونہال
پلانون جوانون ذرا بڑہ چلو
چمن مین خرامان تہا جسطرح
کہے تو کہ تہا تختۂ گلستان
تجلی مین مہتاب سے چاند چند

سماں ہر طرف پر نشاط و بہیں کا   کہے تو کہ تھا بتکدہ چین کا
یہہ کثرت تھی خلقت کی بازار مین   امنڈ آئے جون ابر گلزار مین
کہوے سے سب کہی کہسنے لگے   تماشائی بازار مین پسنے لگے
تماشائے جلسہ لگے لوٹنے   چہتین بوجہہ سے لبس لگی ٹوٹنے
جہرونکو مین بیٹھی ہوئین مہوشان   طرف شاہزادہ کی تہین گلفشان
کوئی گلفشان اور کوئی زر فشان   غرض جسقدر تہی وہان مہوشان
کوئی جہن پر اوسکے مرنے لگا   لب بام سے نیچے گرنے لگے
کوئی زلف پر اوسکے قربان تھی   غرض مثل سنبل پریشان تھی
کوئی دیکہکر مسکرانے لگی   نظر سے نظر کو لڑانے لگی
کسینے کہا دیکہہ اوسکا جمال   مقابل نہین اسکے بدر کمال
کسینے کہا دیکہہ اوسکی جبین   سراپا لطافت مین گل یاسمین
نظر کو نہ ہو حسن پر اوسکی بار   اوسے دیکہہ مہتاب ہو دلفگار
بدن عطر مین تہا جو ڈوبا ہوا   گلی کوچہ بازار مہکا ہوا
غرض حسن سے اوسکے دیوار و در   چمکنے لگے مثل شمس و قمر
سجے اور سجائے ہوئی رنڈیان   اداسے غرض ناچتی گاتیان
کناری کی جوڑے بڑی دہوم کے   قیامت غضب بالی اور جہوم کے
چمکتی ہوئی بالیان کانین ہا   دکہانا غرض عالم ہر آنہین

کڑے سے کٹہی کو بجانا کبہی ‏ اوٹہاکر غرض ہاتہہ گانا کبہی
وہ رکہہ ہاتہہ چہاتی پہ جب گاتیان ‏ دکہاتی عجب لطف سے چہاتیان
خوشی کی غرض راگ گاتی تہین وہ ‏ تمامی کے جوڑے دکہاتی تہین وہ
کبہی ناچنے مین جو سینہ کہلا ‏ گل یاسمین سا چمکنے لگا
گلی کوچہ بازار کی سیر کر ‏ گیا گہر کی جانب بصد کر و فر
غرض پہر پہرا کر وہ باآب تاب ‏ محل مین گیا الغرض آفتاب
وہان بہی وہی راگ اور رنگ تہا ‏ زمین و فلک دیکہکر دنگ تہا
دری شاہ تک آ کی سب ہٹ گئے ‏ علحدہ علحدہ غرض نہٹ سے گئے
امیر و وزیر اور سب خاص و عام ‏ گئے الغرض اپنے گہر کو تمام

داستان شاہزادہ آفتاب کے سونے مین اور دیو کی پرستان مین اوٹہا لیجانے مین

وہ ساقی پلا مے کہ جو بہول ہو ‏ مگر نزد خالق بہی مقبول ہو
زبان ہو نہ جس مین میری جا لگا ‏ ارادہ ہے سیر پرستا لگا
سر شام سے ایک شب آفتاب ‏ لگا دیکہنے جلوۂ ماہتاب
وہ شب تہی شب چاردہ بالیقین ‏ درخشان تہا ہر سمت ماہ مبین
جہان تا جہان عالمی نور تہا ‏ خس و خار سب جلوۂ طور تہا
کبہی چاند پر گہہ چمن پر نظر ‏ گئی دو پہر رات اس مین گذر
خمار اوسکی آنکہو مین ہونے لگا ‏ وہ سر رکہکے تکیہ پہ سونے لگا

غرض رکھ کے تکیہ پہ سر آفتاب
جو بالائی سر اوسکی مہتاب تہا
کوئی جن پرستان سے اوڑتا ہوا
قضارا ہوا اوسکا اوس جا گذر
پڑی شاہزادہ پہ یکدم نگاہ
غرض دیکھہ صورتکو اور شانکو
خوشی مین وہ کمبخت بس بہول گیا
یہہ عالم جو اوس وقت کا بہا گیا
نشے مین لگا عشق کے جہومنے
کہ آیا جو کچھہ اوسکے دل مین خیال
نشے مین محبت کی اور جوش مین
اوسی دم اوٹہا تخت پر تیرہ بخت
زمین سے فلک پر اوٹہا لیگیا
زمین کو کبہی گہہ فلک کو دکہا
اوتارا اوسے جاکے بستان مین
شہر کے تہا نزدیک اور متصل
کہین نسترن اور کہین یاسمین

رہا سو وہ جون نرگس نیم خواب
غرض دیکھکر اوسکو بیتاب تہا
غرض سیر عالم کی کرتا ہوا
جہان شاہزادہ تہا بس جلوہ گر
غرض رہ گیا کہیچکر ایک آہ
کہے تو تصدق کیا جانکو
گیا سیر عالم کو اک لخت بہول
فلک سے زمین پر غرض آگیا
غرض شاہزادہ کا موہنہ چومنے
کمر اور گردن مین ہاتہونکو ڈال
لیا کہیچ اوس گلکو آغوش مین
اوڑا لیگیا الغرض شور بخت
غرض مثل گلکے اوڑا لے گیا
اوتارا پرستان مین اوسکو جا
ہوا اسکا چرچا پرستانمین
رہے تہے گل پہول سب اوس مین کہلا
گل و لالہ سے ہری وہانکی بہاری زمین

خیابان لالہ کے نکہرے ہوئی — ہوا کے سبب پہول بکھرے ہوئے
گلِ اشرفی کا کروں کیا بیان — زمینِ چمن سے تہے گویا زرفشان
تر و تازہ ہو ہولے پہلے سب نہال — کوئی گل سپید اور کوئی لال لال
کوئی گل سپید اور کوئی زرد رنگ — شگفتہ چمن الغرض رنگ برنگ
کہین ہار مشک اور کہین ارغوان — شگفتہ کہین تختۂ زعفران
بنفشہ کہین اور کہین جعفری — روشن پر لگا بادلہ اور زری
چمکتی ہوئی نہر بلور کی — کہے تو کہ تہی لہر اک نور کی
وہ دلچسپ تختہ گلستان کی — خرامان وہ مہ رو پرستان کے
درختوں پہ طایر چہکتے ہوئے — پہرین ماہ رو سب لہکتے ہوئے
سجے اور سجائے ہوئے باغبان — خرامان خرامان پہرین شادمان
سنہری روپہلی لئے کہرپیان — پہرین دیکہتے بہالتے کیاریان
جھلکتے ہوئے نقش دیوار کے — مہکتے ہوئے پہول گلزار کے
کہان وصف ہو اوسکی ایوان کا — ہر اک طاق رشکِ گلستان کا
لگے آئینہ ہر طرف زرنگار — ہر اک طاق محراب باغ وبہار
جڑاؤ پلنگ ایک اس آنکا — فدا جسپہ دل ہو گلستان کا
جڑاؤ پلنگ پر سولایا اوسے — وہ گل تہا گلستان دکہایا اوسے
کہلے آنکہہ اس مین جو اوس ماہ کی — فلک کی طرف دیکہکر آہ کی

گیا اسطرح بیٹہہ دلگیر ہو — کہ جیسے کوئی غم کی تصویر ہو
نظر اوسکو پریان جو آنے لگی — غرض روح قالب سے جانے لگی
بدن خوف سے تمتمایا ہوا — کہے تو کہ پریو لکا سایا ہوا
طلسمات کی دیکہے پہل اور پہول — کہے تو گیا سب وہ اک لخت بہول
وہ دیکہے تہا ہر سمت حیران ہو — کہین کوئی ہم جنس انسان ہو
وہ خطہ تہا سارا پرستان کا — وہان ملتا معدوم انسان کا
کہ اتنے مین آیا وہ دیو لعین — طرف شاہزادہ کی خندہ جبین
کہا ہسکے اوس کو اے میری جان — تیری واسطہ ہے یہ سب بوستان
مین لایا ہون تجکو پرستان مین — جگہہ کی ہے تیری دل و جان مین
تر و تازہ میوی کہلاؤن تجہے — سدا آب تازہ پلاؤن تجہے
ترا کفش بردار دل دار ہون — اگرچہ مین پریو لکا سردار ہون
ترے دام الفت کا پابستہ ہون — نہایت ضعیف اور دل خستہ ہون
وطن کو کبہی یاد کرتا تہا وہ — الگ سب سے فریاد کرتا تہا وہ
نہ پہلا سا ہنسنا نہ پہلی سی چال — سراپا ہوا اوسکا آشفتہ حال
کبہی درد ہجر انسے روتا تہا وہ — پس پردہ جی اپنا کہوتا تہا وہ
پدر اور مادر کے اکرام کو — غرض یاد کرتا تہا آرام کو

داستان گریہ کرنا مان باپکا شہزادہ آفتاب کے غایب ہونے پر

پیا پے پیالہ ساقیا آب شراب
ہوا اس خبر سے میرا دل کباب

سیہ پوش ہو کیون نہ میرا قلم
کرون ہون شروع داستان الم

کنیز اور خدام سب بار زار
جہان تک تھے اوس کے خدمت گذار

جو دیکھے تو وہ ماہ نخشب نہین
محل مین نشان اوسکا ملتا نہین

ہوئی مضطرب اور دلگیر وہ
کہے تو بنی غم کی تصویر وہ

بہت ڈہونڈہ مارا زمان و زمین
ولیکن نہ پایا کہین مہ جبین

گئے شہ کے سب پاس روتے ہوئے
ولے منہہ پہ آنسو بہاتے ہوئے

کہا شہ نے کیون اسقدر ہو ملول
اوڑاتے ہو تم کس لئے خاک دہول

کہا شاہ سے کیون نہ ہو اضطراب
محل مین چمکتا نہین آفتاب

جدائی نے اوسکی رولایا ہمے
یہ روز مصیبت دکھایا ہمے

سنا جب یہ شہ نے لیبر گھہوا
کہے تو بڑا سخت ماتم ہوا

گرا تخت سے کہہ کے غش خاک پر
پڑا صدمہ اک جان صد چاک پر

کہا ناز تھا مجھکو تدبیر پر
نہ کچھ بس چلا اپنا تقدیر پر

جو چاہا کیا آہ تقدیر نے
ڈبویا غرض اپنی تدبیر نے

پریشان نہ ہو کس طرح سے دماغ
میرا آج جاتا رہا شب چراغ

یہ کہکر کے بس شاہ رونے لگا
غرض اشک سے منہہ کو دہونے لگا

جو بیٹھی تہی اوسوقت برنا و پیر
غرض رو پڑے سب صغیر و کبیر

محل مین یہہ گدیہ کی کثرت ہوئی
گویا زیست سے اپنی نفرت ہوئی

وہ عشرت سرا خانۂ غم ہوا
غرض کارخانہ وہ برہم ہوا

کسنے دیا اپنی بالونکو کہول
کسیکو لگی آنے یہہ سنکے ہول

کسینے گریبان کیا تار تار
کسینے دیا پہینک زیور اوتار

کوئی مثل سنبل پریشان تہی
کوئی مثل نرگس کے حیران تہی

کوئی باولی ہوکے پہرنے لگی
کوئی چاہ مین جاکے گرنے لگی

کوئی اپنی چہاتی کو بس کوٹ کوٹ
لگی رونے اس غم مین بس پہوٹ پہوٹ

کوئی مضطرب اور کوئی چشم نم
کہے تو بڑا لوٹ کو ہے الم

کوئی سر لگی سنگ سے پہوڑنے
جہانگیر یونکو غرض توڑنے

کوئی پونچہہ آنسونکو رخسار سے
لگی مارنے سر کو دیوار سے

کوئی ہاتہہ حسرت سے ملنے لگی
کوئی پہاڑ کپڑونکو سب جلنے لگی

چرند اور پرند اور دیوار و در
کہے تو کہ تہی سب کی سب نوحہ گر

غرض شہر مین سب صغیر و کبیر
سیہ پوش تہے سب امیر و وزیر

امیرون نے کی غرض عالیجناب
بڑا رنج ہے اور بڑا اضطراب

کسیکو خدا مین یارا نہین
سوا صبر کے اور چارا نہین

بٹہا تخت پر شہ ساری وزیر
غرض اوٹہہ گئے سب صغیر و کبیر

داستان ملاقات کرنے مین آفتاب کے ماہتاب سے

شتابی سے اے ساقیٔ مہ جبین
یہانتک پلا بادۂ لالہ زار
سنو ایکدن کا یہہ مذکور ہے
کہا دیو نے اک پری کو بلا
سرِ شام آدین بصد آب و تاب
کہ اتنے مین پریان وہ آنے لگین
گئین اک طرف بیٹھہ انداز سے
اوٹھی بارہ بارہ ہر اک نازنین
کناری کی پشواز کو کر درست
کڑہے کڑی پہر تو بجنے لگا
وہ سونیکے گھنگرون چمکتے ہوئے
وہ انگیا وہ کرتی وہ گوری بدن
وہ سونیکا کنگن وہ موتیکا ہار
سرنگی کہ رون رون وہ طبلونکی تہاپ
خصوص اونمین اک شوخ بیباک تہی
تہا رخ اوسکا اسا رچہ با آب و تاب
پری اوسکو ہو پہنچے نہ غلمان و حور

بہم ملکے بیٹھے ہین دو نازنین
نشہ مین رہون جسکے لیل و نہار
کہ دنیا عجب عالمے نور ہے
خبر کرکہ پرستانمین جا بجب
کرین بزم کو غیرت ماہتاب
نزاکت لطافت دکہانی لگین
بدن کو چہپایا اپنی پشواز سے
سراپا لطافت مین زہرہ جبین
لگی ناچنے ہوکے چالاک چست
بدن زیر کرتی تہرکنے لگا
بدن زیر کرتی جہمکتے ہوئے
جڑاو چمکتے ہوئے نور تن کا
کرن پہول اور جہومکونکی بہار
قیامت غضب اور اونکا الاپ
نہایت حسین اور چالاک تہی
کہے تو کہ تہا مطلع آفتاب
کہے تو کہ تہا جلوہ کوہ طور

سن و سال اوسکا غرض چاردہ | سراپا لطافت مین رخشندہ مہ
ثنا اوسکا مہر النسار نام تھا | سدا رقص سے اوسکو بس کام تھا
کمر کو بجا اور ڈوپٹہ سنبھال | زمرد کئی اور کانونمین ڈال
کناری کی پشواز اُس تاب کی | نظر جسپہ ٹہرے نہ مہتاب کی
جوانیکے عالم مین اور شوق مین | لگی ناچنے الغرض ذوق مین
وہ محفل مین گلفام گانے لگی | زمین و فلک کو ہلانے لگی
گلابی ڈوپٹہ وہ بہہ کی گوٹ | قیامت غضب اور گہونگٹ کی اوٹ
وہ ٹیکا وہ جہومر وہ موتیکا ہار | ہر اک اپنے موقع سے وقت سنگار
وہ گوٹہ کی کرتی چمکتی ہوئی + | جواہر کی انگیا جھمکتی ہوئی +
جڑاؤ کرن پہول اور جہونکے | کہنے تو کہتے وہ بڑی دہوم کے
کلسدار جامہ اطلس کی گوٹ | جسے دیکہہ پریان ہوئین لوٹ پوٹ
طلائی کڑے اور جڑاو چہڑے | غرض اوسکے پاؤنمین دو دو پڑے
وہ محفل مین گلفام گاتی پہرے | کڑے سے کڑے کو بجاتی پہرے
کبہی ہاتہہ چہاتی پہ گہہ ناک پر | دماغ اوس پہ یکا تہا افلاک پر
کمر کا وہ بل اور چوٹی کا بل + | قیامت غضب اوسکی کو وا در اوچہل
تہ زلف بالا اگر آگیا + | گویا ابر مہتاب پر چہا گیا
کبہی اپنے مکہڑے کو لیتی چہپا | کبہی اپنے دامن کو لیتی اوڑہا

کبھی ہاتھہ انگیا پہ لاتی تھی وہ
بہارِ جوانی دکھاتی تھی وہ

سرِ کُرسی بیٹھا جو تھا آفتاب
ہوئی غش اوسے دیکھکہ ماہتاب

نشہ مین محبت کے ہو بیحواس
گئی الغرض شاہزادہ کے پاس

رہی کچھہ گھڑی دیکھہ حیران وہ
نشہ مین محبت کے بیجان وہ

غرض دردِ الفت سے ہو بیقرار
ہوئی جان اور دل سے اوسپر نثار

ملا موںہہ سے موںہہ اور بدن سے بدن
بہت خوش ہوئی دل مین رشکِ چمن

نشہ مین محبت کے بس جوش کھا
زمین سے لیا آسمان پر اوٹھا

چڑھا عشق کچھہ ایسا ناپاک پر
اوٹھا لیگئی اوسکو افلاک پر

بٹھا تخت اوپر پریزاد وہ
اوڑا لیگئی رشکِ شمشاد وہ

جھمکتی وہ انگیا دکھاتی ہوئی
کرشمے سے چہرہ کو بجاتی ہوئی

کہ اک سیر کا اوسکی بستان تھا
در و بام رشکِ گلستان تھا

عمارت کی خوبی در و نکی نگار
فدا جسپہ گلزار لیل و نہار

مکان نور کے اور مکین نور کے
نظر آئین رتبے ہوئے دور کے

جڑاو تھی یون سقف دالان کی
مطلا ہو جون لوح قرآن کی

کہین چلمنین اور پردہ تمام
چمکتے ہوئے الغرض صبح و شام

بچھے جابجا فرش قالین کے
کہین روم کے اور کہین چین کے

سنہری جڑی کرسیان پاس پاس
کہین آبخورا کہین تھا گلاس

تصاویر تھی در پہ اُس نور کی
نظر جس پہ ٹھہرے نہ اُس حور کی

سنہری روپہلے ہزارون گیلاس
دھرے تھے ہر ظرف طاق مین بی قیاس

کسی در مین ہانڈی کسی در مین جھاڑ
کہے تو کہ تھی روشنی کی پہاڑ

مطلا منقش جو فانوس تھا
غرض ہر کوئی اوس سے مانوس تھا

جڑاؤ پلنگ ایک اس تا بکا
جگہ جس پہ ٹکڑے ہو مہتا بکا

جڑاؤ گھڑی وہ دھری طاق مین
مقابل نہ تھی جسکی آفاق مین

تھی بستہ سونیکی زنجیر مین
وہ خوبی جو آئے نہ تحریر مین

کوئی سبز گھڑی کوئی سرخ رنگ
کہین بین رکھی کہین اور چنگ

سنہری کہین اور کہین میز تھی
زمین سر بسر رنگ آمیز تھی

قرینہ سے گلدستہ رکھے ہوئے
کہ گلزار جنت کو ہنستے ہوئے

سنہرا دھرا آبنوسی کا جام
چمکتا ہوا الغرض صبح و شام

عطر کے وہ شیشہ دھری طاق مین
کہ خوشبو گئی جسکی آفاق مین

کہین عطردان اور کہین پاندان
دھرا اک قرینہ سے اوگالدان

سنہرا دھرا اک قلمدان تھا
سدا جسپہ خورشید قربان تھا

مجلد بیاض ایک رکھی ہوئی
کوئی مثنوی اوسپہ لکھی ہوئی

دھرا میز اوپر جو سطرنج تھا
دلونکا غرض دافعہ رنج تھا

کہین بین تھی اور کہین تھا رباب
کشادہ تھا القصہ عشرت کا باب

کہین کیوڑا تہا کہین بید مشک — کہین عود ہندی کہین اور مشک
کہین شیشۂ مے کہین تہے کباب — ہراک اپنے موقع سے اور لاجواب
کہین پہول رکہے کہین اور پان — غرض شہ نشین مین دہرا پیچوان
کہین سنبل و گل کہین یاسمن — ہراک طاق محراب رشک چمن
گل و پہول سب اوس مین اقسام کے — کہین روم کے اور کہین شام کے
گلون سے چمن ڈہڈہائے ہوئے — سہی سرو سب لہلہائے ہوئے
کہین طوطی مینا چہکتے ہوئے — ہوا کے سبب گل مہکتے ہوئے
چمن بندی موقع سے بستان کی — عجب آن تہی سنبلستان کی
ہوا کا یہہ اوس باغ کی تہا اثر — جڑی بوٹی مہکی ہوئے سبز سر
گلونکی جہکی ڈالیان ناز سے — پڑین نہر او پر اک انداز سے
کہین آب سبزہ پہ چہڑکا ہوا — چمن لالہ و گل سے بہرکا ہوا
عجب لطف پر تہا جمال چمن — کہڑے جہومتے تہے نہال چمن
وہ چٹکی ہوئی چاندنی شام کی — ہوا سرد جاڑونکے ایام کی
یون پتونپہ قطرات شبنم پڑے — زمرد مین ہون جیسے موتی جڑے
سراپا چمن مثل تصویر کی — کسے تاب سوسن کی تقریر کی
روش کی صفا پر نہ ٹہری نظر — ہراک گل سپیدی مین رشک قمر
بہرین ہر طرف شادمان باغبان — طلائی جڑاؤ لیئے کہرپیان

سنوارے کوئی سنبلستانکو — کرے رشک جنت گلستانکو
کہین چاہ منبع کہین کار کشت — ہر اک جا پہ گلگشت باغ بہشت
اوڑا لائی کم بخت اک آن مین — اوتارا اوسے لاکے دالان مین
سدا اوسمین رہتے تہی دلشاد وہ — غرض سرو کیطرح آزاد وہ
وہ گوشہ کی کرتی وہ انگیا اوتار — لگی ہونے اوس گل سے بوس وکنار
نشہ مین تعشق کے اور شوق مین — لگی الغرض جھوم لینے ذوق مین
چڑہا عشق کچہہ ایسا بدکار کو — لیا کہینچ پہلو مین دلدار کو
نشہ مین جوانیکی اور جوش مین — غرض سو رہی لیکے آغوش مین
جوانیکا جوبن دکہایا اوسے — غرض جام وصلت پلایا اوسے
کبہی مونہہ سے مونہہ اور بدن سے بدن — ملاتی رہی الغرض سیمتن
اسی عیش مین شب بسر ہو گئی — غرض رفتہ رفتہ سحر ہو گئی

داستان ماہتاب کی باغ مین جانیکی اور مہرالنساء کی گالی مین

پلا ساقیا ساغر زر نگار — ہے در پیش گلگشت باغ و بہار
کہان یہہ جوانی کہان یہہ اومنگ — جوانی کا جوبن ہے مثل پتنگ
گیا اپنی منزل مین جب آفتاب — اوٹہی بستر خواب سے ماہتاب
اوٹہی انکہین ملتی ہوئی سیمبر — سراپا لطافت مین رشک قمر
نشہ سا کچہہ اک چشم بادام مین — نزاکت لطافت سب اندام مین

کمر بارہ خوبی سے لچکی ہوئی
خوشے سے بدن گدگدایا ہوا
گلونکی طرح گال نکھرے ہوئے
ہزارون خواص اور ہزارون کنیز
کوئی لائی آیئنہ شانہ کوئی
کوئی عطردان اور کوئی پاندان
کوئی لائی مسی کوئی لائی پان
غرض دہوکے مونہہ ہاتہہ گلفام نے
وہ دہانی ڈوپٹہ وہ ٹہپہ کی گوٹ
اداسے وہ کاندہے پہ ڈالے ہوئے
وہ جالی کی کرتی وہ اطلس کے گوٹ
کہین بادلہ تہا کہین گوٹ تہی
سنہرا وہ لچکا لگا جابجا
وہ پاجامہ کمخواب کا سبز رنگ
سنہری وہ بوٹے چمکتی ہوئی
لگی پائینچونکو جو گلنار گوٹ
وہ گوٹہ لگا جابجا اور دہنک

وہ انگیا کی سب چین مسکی ہوئی
نشہ وصل کا رخ پہ چہایا ہوا
ہوا کی سبب بال بکھرے ہوئے
بہت حیست چالاک وافر تمیز
اوٹہا لائی جوڑا شاہانہ کوئی
کسینے دہرا لاکے اوگالدان
غرض اوسکے آگی دہرا خاصدان
لیا پہن جوڑا گل اندام نے
کہے تو کہ دل ہوگیا لوٹ پوٹ
نزاکت سے پلہ سنبہالے ہوئی
جسے دیکہہ دل ہوگیا لوٹ پوٹ
غرض عاشقونکے لیئے چوٹ تہی
کہے تو کہ تہا نور چہپاتی ڈکا
عروسونکو ہو جسکے اوپر امنگ
ستارا سا ہر سو جہمکتی ہوئی
کہے تو کہ دل ہوگیا لوٹ پوٹ
چمک جسکی ہو نیچے زمین تا فلک

وہ سونیکا جھومر جھمکتا ہوا
جڑاؤ غرض بالیان کانمین
وہ سونیکی بالی چمکتی ہوئی
کرن پھول اُس حسن اور تابکی
گلے مین وہ موتیکا دلڑا پڑا
گلے بیچ جگنو جھمکتا ہوا
جواہر کے کنگن وہ اور نونگے
فقط لچھے موتیکے ہاتھونمین دو
پری بند اور نورتن کی وہ تاب
جواہر کی پازیب اِس نور کی
طلائی جڑاؤ وہ توڑے جھڑے
جواہر کے کفش اور وہ انداز چال
وہ قامت قیامت سے بالا بلند
سیاہی وہ زلفونکی مشکِ ختن
وہ زلفونمین رخ ابر مین جیسے چاند
بیان کیا کرون اوس تنِ صافکا
وہ سج کر کے انواع و اقسام سے

بدن زیر کرتی جھمکتا ہوا
چمکتی تھی ہر لحظہ ہر آنمین
وہ موتیکی سیتے دمکتے ہوئے
کہے تو کہ ٹکڑے تھے مہتاب کے
گویا ماہ کے گرد ہالہ پڑا
بدن مثل کندن جھمکتا ہوا
ستارونکی سے جگمگی جگمگی
بیان مجھسے کب اونکی خوبیکا ہو
جسے دیکھ بے تاب ہو آفتاب
نظر جس سے خیرہ ہو بس حورکی
جواہر غرض اوسکے پاؤن پڑے
ادا سے وہ چلنا ڈوپٹہ سنبھال
لطافت مین سروِ روان ہی دو چند
چمکتا ہوا پھول سا وہ بدن
وہ رخسار ایسے ہو خورشید ماند
جدا سب سے عالم تھا موبافکا
چلی سیر کرنے سر شام سے

چلے اس تجمل سے گلشت کو | کئی ساتھ اپنی لئیے ماہ رو
چلی اس ادا سے جو وہ ماہتاب | ہوا غش اوسے دیکھہ کر آفتاب
نزاکت سے پاؤن اوٹھاتی ہوئی | کناری لگا جوڑا دکھاتی ہوئی
ڈوپٹہ سے مقیش چہڑتا ہوا | قدم با قدم پاؤن پڑتا ہوا
غرض ہنستی اور مسکراتی ہوئی | بدن زیر کرتی چھپاتی ہوئی
خرامان خرامان ادہر اور ادہر | چمن مین ہوئی الغرض جلوہ گر
بہہو کا ہوا باغ پہولے چمن | کہین سنبل و گل کہین یاسمن
کہین نرگس و گل کہین لالہ زار | نرالی ہر اک گل کی وضع بہار
کہین کیتکی کیوڑا نسترن | چنبیلی کہین اور کہین نارون
زمین بادلہ پوشش لبستا نکی | عجب آن تہی سنبلستا نکی
خوشبو سے ہر اک پہول پہولا ہوا | خزانکا ستم دل سے بہولا ہوا
وہ لالہ دہکی ہوئی کیاریان | مہکتی ہوئی الغرض ساریان
کہین کہیت سوسن کے اور دہانکے | زری پوشش ہر رو پرستانکے
پپیہا کہین اور سرخاب تہا | غرض وہانکا عالم ہی نایاب تہا
کہین طوطی مینا کہین تہی چکور | ہزارون تہے رقصان منڈیرون پہ مور
کوئی پہول توڑی جہکا ڈالیان | جہمکتی ہوئی کانمین بالیان
کوئی جلوہ افگن گلستانمین | خرامان کوئی سنبلستانمین

سر نہر ہنسی کوئی پاؤن ڈال
گلے مین کوئی ہار ڈالے ہوئے
وہ چٹکی ہوئی چاندنی اور بس
در و بام کل شعلۂ طور تھا
چمن مین وہ گلفام مسند بچھا
دوزانو گئی بیٹھہ چھاتی نکال
وہ بوٹہ سا قد اوسکا اور بے نظیر
تنِ نازنین گدگدایا ہوا
وہ ہونٹونکی سرخی وہ مسّی کی دہج
وہ ڈوبی جو تہی عطر مین گلبدن
گلونکی خوشبوئی جو رنگت اوسے
کہا اک پریزاد کو جائیے
معہ بین آوے گلستا نمین
خبر ہو نہ اسکی مہر سے باپکو
جو سن لیگا کم بخت ان نکو
چلی پائینچو نکو ہلاتی ہوئے
مٹکی چلی دہر کے کولے پہ ہاتہہ

کوئی دہوئی مل مل کے مونہہ او گال
ڈوپٹہ کا پلہ سنبھالے ہوئے
جھکتے ہوئے ہر طرف خار و خس
غرض ہر طرف عالمِ نور تھا
ہوئی مسند آرا نیاز و ادا
پری بند اور نور تن کو سنبھال
سپہر لطافت کا بدرِ منیر
رخِ لالہ گون ڈہڈہایا ہوا
نرالی ادا اور نرالی وہ سج
بہرا اوسکی خوشبو سے سارا چمن
وہ ہم جنس کی اور سنگت اوسے
بلا گہر سے مہر النسا کو لائیے
نہ ہو اسکا چرچا پرستا نمین
بجانا غرض ہر طرح آپکو
ابہی ہیونکدیگا پرستا نکو
جہانگیر بونکو بجاتی ہوئے
خراماں خراماں ادا یونکی ساتھہ

گئے لے وہ مہر النسا کو اوٹھا
ہٹھایا اوسے لا گلستان مین
دیا حق تعالے نے وہ حسن انکو
یکایک جو آئی گلستان مین
چمن اوسکی صورت کو تکنے لگا
دو زانو گئی بیٹھہ سینہ اوبھار
وہ بوٹا سا قد اوسکا لہکا ہوا
جواہر کا کنگن چمکتا ہوا
معطر جو تہی عطر مین تا بہ فرق
وہ سونیکا بالا غرض سب بے نظیر
کناریکی اک اوڑہنی جون حباب
تمامی کا جوڑا دکہاتی ہوئی
کلیدار پاجامہ کمخواب کا
کہا شاہزادی نے کچھہ گائیے
اوتہا بین کاندہی پہ زہرہ جبین
زمین و فلک کو اوٹہانے لگی
زمین و فلک جملہ وحش و طیور

خرامان خرامان بناز و ادا ہا
کیا جلوہ آرا بنی جامین ہا
ہوا عشق سب جسے بنی جا انکو
تحیر ہوا سب بنی جا نمین
ہر اک غنچہ دیکھہ اوسکو ہنسنے لگا
جونیکا جوبن وہ سارا سنگار
جوانیکا گلزار دہکا ہوا ہا
بدن یاسمین سا جھمکتا ہوا
کہے تو کہ تہی بحر خوشبو مین غرق
چمکتا ہوا مثل بدر منیر
منور بشکل مہ و آفتاب
پریزادیونکو لبہاتی ہوئی ہا
کہ فرش چمن پر پہری لوٹتا
سماں بین کا ہمکو دکھلائیے
بجانے لگی الغرض نازنین
پریزادیونکو رولانے لگی
کہڑے بین سنتے تہے نرو مادہ دو

درختونکے پتے لگے کانپنے | درندہ لگے دشت کے ہانپنے
کوئی ہوش مین آ او ہانپنے لگے | جو فوارہ تہے سب اوچہلنے لگے
ندی نالہ او منڈی چڑہے جوش مین | رہا پہر نہ باقی کوئی ہوش مین
گئے اوسکی آواز پر دل پگہل | کنارے سے گئے توڑ دریا نکل
غرض جانور سنکے آواز کو | گئے بہول سب اپنے پرواز کو
کسیکو نہ وہان عالمے خواب تھا | اوسے ہر کوئی دیکہہ بیتاب تھا
سحر تک وہ گلفام گاتے رہی | ادا ناز غمزہ دکہاتی رہی
کہ اتنے مین صبح جو ہونے لگی | وہ پریان جو تہی گہر کو جانے لگی
پکڑ ہاتہہ مہر النسا کا وہین | محل مین گئی رشک ماہی جبین
کیا اوسنے مہر النسا کو وزیر | ہوئی دام الفت مین اوسکی اسیر
مصاحب کیا اور ہمدم کیا | غرض ہر طرح اوسکو محرم کیا
جدا اوسسے ہوتی نہ اک آن وہ | کہے تو کہ قالب تہی اور جان وہ

داستان ماہتاب کی آرایش مین

وہ ساقی پلا ساغر لالہ فام | جسے رشک کہا دیکہہ ماہی تمام
گلونکی طرح سے مہکتا ہوا | طرح آبجو کی چہلکتا ہوا
یہانتک پلا بادہ لالہ رنگ | جوانیکی آجائے مجہہ مین ترنگ
کہان یہہ جوانی کہان یہہ پہین | مثل ہے کہ ہے چار دنکی دہین

کبھی چاندنی گاہ ظلمات ہے نہیں اک وتیرہ یہ دن رات ہے
بہار آتی ہے گہ تو آتی ہے خزان نہیں اک طریقہ یہ ہے گلستان
کیا شاہزادی نے اکدن سنگار کبھی تو بنی رشک باغ و بہار
بسنتی ڈوپٹہ جواہر نگار سراپا سجاوٹ سراپا بہار
کہیں گوکھرو اور کہیں لہر تھی کبھی تو کہ سونے کی اک نہر تھی
وہ انگیا وہ کرتی جھمکتی ہوئی ستارا سا ہر سو چمکتی ہوئی
وہ پاجامہ اودہ زری باف کا غضب تھا یہ عالم وہ سنجاف کا
بنت اور مینا سجایا ہوا جہان تا جہان اک لبھایا ہوا
بنت اور مینا کی وہ آب و تاب مہ و مہر کو جس سے آوے حجاب
ملا اسقدر اوسنے مشک ختن مہکنے لگا جس سے ملک یمن
زمرد جڑا اس طرح کانمین کہ سبزہ ہو جیسے گلستان مین
کرن پہول اور جہومکے باربار لگے ہونے اوس ماہرو پر نثار
وہ ٹیکا وہ جہومر وہ توڑی جڑی غضب تھی یہ سونے کے دو دو کڑی
طلائی جڑاؤ وہ پہونچی تمام کرے مہر مہ جسکو جہک کر سلام
جواہر کے چہلے طرحدار وہ قیامت غضب تھا یہ دلدار وہ
وہ مہندی و چوڑی وہ سرمہ ستم غرض دلبری اوسکے زیر قدم
ادا ناز غمزہ کرشمہ غرور کہڑے ہے دست بستہ سب اوسکے حضور

ہوئی ایسی بن ٹھن کے وہ گلبدن — کوئی جیسے ہو چار دنکی دلہن
یہہ حسن و جوانی یہہ تسپر سنگار — کہے تو قیامت ہوئی آشکار
ادہر اور ادہر ہر طرف پیش و پس — ہزارون پری اور پریزاد بس
زری پوش ساری پریزادیان — کبھی آتیان اور کبھی جاتیان
کہین جوق جوق اور کہین صف بصف — کھڑی دست بستہ غرض ہر طرف
خوشی کو کبھی لب پہ لاتی تھی وہ — کہے تو نہ پھولی سماتی تھی وہ
کبھی اپنا انگڑائیان نازسے — اوٹھانا کبھی ہاتھہ اندازسے
کبھی مسکرانا کسی بات پر — کبھی مارنا ہاتھہ کو ہاتھہ پر
کبھی ٹیکا جھومر کبھی نورتن — کہے تو سنوارہ تھی وہ گلبدن
کبھی پاؤن کرسی پہ دہر بیٹھنا — نشہ مین جو انیکے بس اینٹھنا
وہ سونے کی کرسی وہ رشک قمر — وہ براق سا ہر طرف بام و در
پری اور پریزاد ادہر اودہر — ستارونمین جون ماہ ہو جلوہ گر
جواہرات کی ساری دیوار و در — چمکتی ہوئی مثل شمس و قمر
مطلا منقش چھتین ساریان — بہت خوشنما جملہ الماریان
طلائی جڑاؤ ہر اک طاق تھا — جہان تا جہان شہرہ آفاق تھا
حریر اور دیبا کا فرش و فروش — طلا اور نقرہ سے نقش و نقوش
کبھی لاکھہ پردہ وہ کمخواب کے — چمکتے ہوئے مثل مہتاب کے

بیان کیا کرون اوس گہڑی کا جلوس
ہر اک ماہ رو غیرت سو عروس

عجب وقت تہا اور عجب نور تہا
ہر اک ماہ رو غیرت حور تہا

مہ و مشتری دیکہہ اوس حور کو
کہے تو تصدق کرین نور کو

فرشتہ بہی دیکہے جو اوس آن کو
کہے تو تصدق کرے جان کو

لگے کہنے اوسکو صغیر و کبیر
فلک پر سے آیا ہے بدر منیر

مہ و مہر سب شرم کہانے لگے
گل و گلستان رشک لانے لگے

داستان خبر پانا بادشاہ کا زبانی دیو کی عشق آفتاب اور ماہتاب سے اور قید کرنا آفتاب کو

شتابی سے اوٹہہ ساقی سیمتن
نیا رنگ لاتا ہے چرخ کہن

کسیکی تئین قید کرتا ہے یہہ
نیا ہر گہڑی کید کرتا ہے یہہ

کسیکو ملاتا ہے دلدار سے
کسیکو چہڑاتا ہے لبس یار سے

یہی اسکو رہتا ہے دن اور رات
ہزارون اسے یاد ہین داؤ گہات

کہا شہ کو اک دیو نے نیکذات
ہوا اک پرستان مین واردات

اوٹہا سیر کو کل پرستانکی
عجب طرز دیکہی بنی جانکی

گیا الغرض رفتہ رفتہ اودہر
جہان جلوہ آرا تہی رشک قمر

ہزارون پریزاد ادہر اودہر
غرض جلوہ آرا تہی با کروفر

اودہر آسمان پر وہ بدر منیر
ادہر یہہ زمین پر مہی بے نظیر

مقابل جو اوس مہ کی مہتاب تہا
کہے تو کہ دیکہہ اوسکو بیتاب تہا

لئے ہاتھہ مین ہاتھہ انسان کا
ملائے ہوئے گال سے گال وہ
کھلے کچھہ گندہے بال اور بے حجاب
نشہ مین محبت کے اور جوش مین
نشہ مین ہے عشق کے چور تھی
سراسر آدم پہ جاتی ہے وہ
ابھی بالکا مجھکو بس جوش ہے
کہا شہ نے دیونکو کہا پیچ تاب
کوئی دیو کمبخت اور پر شریر
کہا شہ نے دیکھہ اوسکو اے زشت بدبخت
پری سے تو ملکر کے سویا ہے کیون
تو آیا ہے کیونکر پرستان مین
وہ ہے کون ساتھی امداد پر
ذرا آ تو آگے مرے نابکار
کہا شہ نے دیونکو اک آن مین
نہ سننا کبھی اسکی تم بات کو
چپرکھٹ ندینا کبھی زینہار

بیان کیا کرون اوسکی سامانکا
ادا ہے غرض مہر تمثال وہ
ہم آغوش تھی غیرت ماہتاب
اوٹھا اوسکو لیتی تھی آغوش مین
غرض آبرو سے بہت دور تھی
سحرگاہ پھر وہان سے آتی ہے وہ
کہ آدم پری لیکا ہم آغوش ہے
اسے دم کروا کے حاضر شتاب
لے آیا غرض اوسکو کر کے اسیر
دیا ہے مجھے تو نے کیون رنج سخت
میر اننگ ناموس کھویا ہے کیون
ہوا دخل کیسے ہنی جامین
جو کی حکمرانی پہ ہمزاد پیر
کرون تیری پوشاک کو تار تار
کرو قید جا اسکو زندان مین
اکیلا رہے پر سدا رات کو
رہے ہر گھڑی یعنی زار و نزار

پہری سے رہا جون ہم آغوش یہ — رہی اب سدا غم سے ہم دوش یہ
سدا آب تازہ پلانا اسے — جو کہا دے تو کہانا کہلانا اسے
یہی اسکا دستور جاری رہے — سلاسل گہر یا مین بہاری رہے
اوٹہا لیگئیے اوسکو اک آمین — کیا قید جا اوسکو زندامین
وہ زندان کو بس دیکہہ رونے لگا — غرض اشک سے موہنہ کو دہونے لگا
بہت اوسنے چاہا کیا داد کو — نہ پہونچا کوئی اوسکی فریاد کو
اکیلا وہ زندامین رہنے لگا — مصایب کو زندان کے سہنے لگا
نہ مونس کوئی اور نہ غمخوار تہا — سدا روبرو غم کا طومار تہا
سنا مان نے بیٹے کا جبکہ حال — ہوئی مارے غصہ کے رخسار لال
زہر دیپری کو کہا جائیے — ذرا مال زادی کو لے آئیے
ذرا میری آگے تو آوے چہنال — کہون اوسکی چوٹی کا مین بال بال
طمانچہ بہت اوسکے مارونگی مین — بدن پر سے زیور اوتارونگی مین
بہلا کب تلک بات جہڑونگی مین — غرض چوڑیان اوسکی توڑونگی مین
کہ اتنے مین آئی غرض ماہتاب — نہایت پریشان خاطر خراب
وہ ڈرتی ہوئی خوف کہاتی ہوئی — تن یاسمین کو چہپاتی ہوئی
وہ غصہ مین دیکہہ اوسکو ڈرنی لگی — غرض ہانس دہشت سے بہرنے لگی
کہا مان نے بیٹی کو اسے بے شعور — ذرا آ تو کم بخت میری حضور

لیا چھین پہلے تو اوس گل کا تخت   طمانچہ دیا موںہہ پہ اک اوسکی سخت
ڈوپٹہ کو سر پر سے اوسکی اوتار   کنارے لکا جوڑا کیا تار تار
پکڑ کر کے چوٹی کہا ای چھنال   نہ آیا تجھے آبرو کا خیال
مزا وصل کا لبس گل اندام تو   کریگی بہت یاد گلفام تو
اکیلا یہ پہر ناسدا رات کا   مزا دیکھہ لیگی ملاقات کا
تجھے کیا پریزاد پایا نہین   تیری کیا کوئی پاس آیا نہین
تیری پاس سونے لگا شخص غیر   ہوا ہے تیرا اتنا دیدہ دلیر
الگ مجھسے رہکر کے بہولی ہی تو   پدر اور مادر کو بہولی ہی تو
سنا ہے مینے یہان کہانی ہی تو   وہان چھپکے راتونکو جاتی ہے تو
الگ مجھسے رہکر کے اے نابکار   کیا تونے بازاریو لکا سنگار
دیا ہے تجھے سیر کرنے کو تخت   کیا اوس مال زادیکو بخشا ہے تخت
کہا تیری پہلی سے صورت نہین   پریزاد ہو کر کے عزت نہین
تو پہلو مین آدم کے سوتی رہی   اکیلی مین راتونکو روتی رہی
تو آئی ہے آدم سے چھوا کے گال   تیری زندگانی پہ تف ہے چھنال
پہری جیسے راتونکو بدکار تو   نہ اب گہر سے نکلے گی زنہار تو
تجھے شرم کم بخت آئی نہین   میرے سامنے سے تو جاتی نہین
سدا چھاتی اور سر کو کوٹے گی تو   میری قید سے پر نہ چھوٹے گی تو

غرض اوسکے پاؤن مین بیڑی کو ڈال ۔ کہا دور ہو سامنے سے چھنال
دیا حکم جھٹ سے پریزاد کو ۔ نہ سنا کوئی اسکی فریاد کو
نہ آنا کبھی اسکے تم کید مین ۔ حفاظت سے رکھنا مگر قید مین
کہ دن قید کیونکر نہ اسکو بھلا ۔ مجھے دونو عالم مین رسوا کیا
پرستان سے یہہ بات ہٹتی نہین ۔ سیاہی مرے مونہہ سے مٹتی نہین
میری آبرو اسنے برباد کی ۔ طبیعت بہت اسنے ناشاد کی
تکلف کا کھانا کھلانا اسی ۔ بہت سرد پانی پلانا اسے
جواہر کے پوشاک دینا اسے ۔ کوئی بات بیجا نہ کہنا اسے
اگرچہ یہہ کم بخت جاجان سے ۔ ولیکن نہ نکلے شبستان سے
سدا رہنا تم اسکی تسلیم مین ۔ نہ جانا کسی اور اقلیم مین
نظر بھر نہ دیکھے کسی غیر کو ۔ چمن مین نہ جاوے کبھی سیر کو

داستان اندوہ غم مین ماہتاب کی مفارقت مین آفتاب کی

مجھے ساقیا دے شراب طہور ۔ شب ہجر سے دل کیا چور چور
جدائی مین اوس گل کی بیکل ہون مین ۔ سراپا غرض مثل بلبل ہون مین
جدا جبکہ دلبر ہوا پاس سے ۔ بھرا اوسکا دل حسرت و یاس سے
دل آشفتہ دلدار ہونے لگی ۔ تب غم کی شدت سے رونے لگی
نہ آیا نظر جب وہ رشک قمر ۔ لگی رونے آنکھون پہ رومال دہر

ادسے اضطرابی مین آیا خیال / جو انیکا جوبن گیا پائمال
دیا پہینک زیور بدن سے اوتار / وہ گوٹہ کا جوڑا کیا تار تار
تن یاسمین کو برہنہ کیا / کسیکو نہ پاس اپنے رہنے دیا
گئے الغرض وہ جہپر کہٹ پہ لیٹ / ڈوپٹہ سے موہنہ اور چہاتی لپیٹ
علیحدہ غرض سب سے وہ نازنین / لگے کہینچنے آہ زہرہ جبین
تپ غم سے القصہ ہو بیقرار / اکیلی وہ رونے لگی چیخ مار
جدا اپنے دلبر سے رہنے لگی / مصایب کو ہجر کے سہنے لگی
کڑی رات دنکی اوٹہانے لگی / گریبان کی دہجیان اوڑانے لگی
وہ چہرے جو روشن تہا جون آفتاب / ہوا دکہ درد مین وہ بالکل خراب
وہ بوٹہ سا قد اوسکا ہلنے لگا / غرض ہاتہ دامان پہ چلنے لگا
تصور اوسے ہر گہڑی یار کا / سدا روبرو جلوہ دلدار کا
نہ کہانا نہ پینا نہ سونا اوسے / خوشی آتا تہا ہر وقت رونا اوسے
جہان بیٹہتی آہ کرتی تہی وہ / غرض سانس لمبی بہرتی تہی وہ
نقاہت سے چہرے کا یہہ رنگ تہا / اوسے ہر کوئی دیکہکر دنگ تہا
اوسی کا تصور اوسیکا دہیان / سدا روبرو دلبر دلستان
نہ ہستی سے مطلب نہ سر سے کام / سدا روبرو تیرہ بختی کی شام
اگر یار باہر سے تو کچہہ غم نہین / جو کرتی ہے ساتہہ اوسکی محرم نہین

اوڑانے لگی الغرض خاک ہول — گئی عیش و عشرت کو اکدم مین بہول
خور و نوش مین فرق آنے لگا — غرض درد ہجران ستانے لگا
ہوا ربط دست و گریبان کو — لگی چلنے گہر سے بیابان کو
کبہی کہتی سر مین میری درد ہے — نقاہت سے چہری میرا زرد ہے
کبہی کہتی دل مین کہ اسرار ہے — جدا جو ہوا مجسے دلدار ہے
کبہی وہ یہہ کہتی تہی رشک چمن — کہ جون کہہ گیا مثنوی مین حسن
نہ لاؤن کبہی یاس کی گفتگو — کہ آیا ہے قران مین لاتقنطو
خواصون نے پوچہا اجی خیر ہے — کہا موت آنے مین کیا دیر ہے
کہا پہر تو مہر النسا نے حضور — بہلا اتنی ہوتی ہو کیون ناصبور
یہہ سختی کے دن بہی گذر جائینگے — خدا نے جو چاہا وہ آ جائینگے
خدا پر رکہو اپنی چشمی امید — بلاشک ہے مفتاح باب امید
یہہ عادت تو اچہی نہین ماہتاب — ذرا مونہہ کو دہو ڈالو بآب و تاب
تو دو دو پہریان کہاتی نہین — بدن گر ہے میلہ تو نہاتی نہین
نہ کہاتی نہ پیتی نہ سوتی ہے تو — او ہے یاد کہ کیسے رہتی ہے تو
نہو دس کرو آج اپنا سنگار — جماؤ ذرا مانگ گیسو سنوار
پہٹی میلہ کپڑے ہے کرو دور اب — کرو اپنی باندی کو مسرور اب
ذرا ہم بہی دیکہین تمہاری پہبن — سنا ہے کہ ہین آپ رشک چمن

پہن کر کے جوڑا پہرو گلعذار
کرو صحن خانہ کو باغ و بہار

ذرا میری خاطر سے کہہ یان تو
خدارا بچا لے دل و جان تو

چمن حسن کا تو نہ برباد کر
دیارِ جوانیکا آباد کر

تجہے آئینہ سے بہت شوق تہا
سدا عطر اور پان سے ذوق تہا

تری پاس رہتا تہا شانہ مدام
سنورتی تہی گیسو تری صبح و شام

کبہی ہنستی اور مسکراتی تہی تو
برنگ چمن کہل کہلاتی تہی تو

کہا سن لے مہر النسا بات تو
میرے پاس رہتی ہے دن رات تو

مزا زندگانی کا ہے یار سے
تماشہ ہے یا سیر گلزار سے

بہلا کس طرح اوسکو آرام ہو
جدا جسکا پہلو سے گلفام ہو

کرون کیہ مہر النسا اب سنگار
دکہاؤن بہلا کسکو اپنی بہار

لگی دل مین ہے تیر ہجر انکی چوٹ
پس پردہ ہے دل میرا لوٹ پوٹ

مجہے کہانا پینا خوش آتا نہین
تماشہ کوئی دل کو بہاتا نہین

نہ زیور سے رغبت نہ کپڑے سے شوق
مجہے رونے دہونے سے ہے قست ذوق

خدا سے ہے مطلب نہ ناتا سے
مجہے انس ہے زلف دلدار سے

تجہے لو لگی عطر اور پان کی
مجہے ہر گہڑی فکر ہے جان کی

طبیعت میری سخت بیزار ہے
غرض حال دل سب پہ اظہار ہے

کہ اونکی کرے سیر وہ جا کے باغ
جسے درد اور غم سے ہوئی فراغ

کوئی دم مین یہ دم نکل جائیگا | تہ خاک آخر کو ہو جائیگا
یہ باتین تری مجھکو بہاتی نہین | لگی پہانس سی دل مین جاتی نہین
یہ کہکر لگے رونے لگی تاب تب | بہا چشم سے اوسکے دریائے آب
جدا ہو نہ یا رب کسیکا حبیب | کسیکو نہ ہو درد ہجران نصیب
کیا عشق نے اسقدر جور و ستم | ٹہرنے لگا دل مین رنج و الم
غرض ہر گہڑی فرحت کی دن رات وہ | کسی سے نکرتی کوئی بات وہ

غزل

غم عشق اپنا دکہانے لگا | گریبان کی دہجیان اوڑانے لگا
خطا کیا مین کی تیری پیر فلک | جو بحر الم مین ڈبانے لگا
صبا کہنا دلبر سے بہر خدا | گریبان تلک ہاتہ جانے لگا
جنون اب دشت پیما ہوا | میرا گہر بہی مجہسے چہٹنے لگا
خطا میری کیا تونے دیکہی فلک | میرا دل جو یون تو ہلانے لگا
میرا نالہ آتش فشان آجکل | زمین و فلک کو جلانے لگا
ترے در سے فرحت کو اے گلبدن | ترا آج دربان اوٹہانے لگا
بہانہ سے جا جا کے سونا اوسے | کبہی تو کہ ہر وقت رونا اوسے
کبہی جا چپرکہٹ پہ سوتی تہی وہ | کبہی درد ہجران سے روتی تہی وہ
بہانہ سے جاتی تہی بالائے بام | نظر تاکہ آوے وہ ماہ تمام

کبھی بیقراری کبھی اضطراب　　غرض درد ہجران کا او سے عذاب
سدا تکتی رہتی تھی دیوار کو　　غرض یاد کرتی تھی دلدار کو

داستان آفتاب کی تکلیف زبانی اک پری کی سنکر ماہتاب کی بیقراری مین

کہ ہے ہے لا ای ساقی بے نظیر　　ہوا مین تو ہون دام غم مین اسیر
پلا ایسی دارو کہ درد و الم　　جسے پی کہ ہو دور سب یکقلم
طلوع اختر ہجر ہونے لگا　　دل پُر خطر مین غل مچانے لگا
خبر وحشت آلودہ آنے لگی　　تپ ہجر پھر زور لانے لگی
کہا اک پریزاد نے ای نگار　　گئی تھی جو کل مین سوئے کوہسار
ادہر اور ادہر ہر طرف گشت مین　　قضا را مین پہونچی او سے دشت مین
جہان شاہزادہ وہ محبوس ہے　　کہون کیا کہ جینے سے مایوس ہے
کڑی رات دن کی اوٹھاتا ہے وہ　　گہر آنسوؤن کے بہاتا ہے وہ
نہ دانہ نہ پانی نہ پوشاک ہے　　تن یاسمین پر پڑی خاک ہے
جواہر کا انگہہ نہ دستار ہے　　سراسر برہنہ تن زار ہے
وہ میلی ہوئی گال نکھری ہوئے　　پڑے دوش پر بال بکھری ہوئے
نہ آنکھو نمین سرمہ کی تحریر ہے　　پڑی ہاتھ پاؤنمین زنجیر ہے
وہ پاؤن جو تھی مثل گل لال لال　　ہوئی صدمۂ خار سے پائمال
اکیلا اندھیرے مین روتا ہے وہ　　دُرِ اشک سے مونہہ کو دہوتا ہے وہ

کسی جا پہ آنا نہ جانا اوسے
بجز درد و غم اور ہمدم نہیں
مصیبت سے فریاد کرتا ہے وہ
کوئی اوسکی امداد کرتا نہیں
جہان بیٹھنا تل ملانا اوسے
شب و روز اوٹھو پہر نا رہے
بیان کیا کرون وہان کا اضطراب
یہہ سنکر کے رونے لگی گلبدن
گریبان کو بس چاک کرنے لگی
جواہر کی انگیا کو کر چاک وہ
لگی سر کو دیوار سے پھوڑنے
جڑے ہوت کچھہ ایسا ناپاک پھر
طلائی جڑاؤ وہ انگشتری سے
بہت طیش کہا کر کے اطراف مین
کرن پہول اور جہومکے موڑ موڑ
جواہر کے چہاونکا جدہر الگ
ہیری ہیرا اور نورتن کو اوتار نہ

سدا البتہ غسل تن ہونا اوسے
کسی وقت یہہ درد و غم کم نہین
تجھے ہر گھڑی یاد کرتا ہے وہ
ترحم سے دلشاد کرتا نہین
کتاب الم کو سنانا اوسے
غرض زندگی اوسکو دشوار ہے
سراپا مصیبت سراپا عذاب
تعشق کے عالم مین رشک چمن
مہیا وہ خاشاک کرنے لگی
اوڑانے لگی الغرض خاک وہ
ہیری ہندا اور نورتن توڑنے
دئے پہینک توڑ سے چہری خاک پر
فدا جسپہ ہو زہرہ و مشتری
کہے تو دیا پہینک کہہ قاف مین
دئے ڈال یا ہیرا و دیہہ توڑ توڑ
غرض اوسنے سب کام پورا کیا
بگاڑا غرض اوسنے سارا سنگار

کہا اوس گل اندام نے ہو ملول — میری بات اے جان کر تو قبول
مجھے ساتھ مین اپنی لیکر کے چل — مگر سب سے چھپ کر کے باہر نکل
کسی پر نہ ظاہر کرو بات کو — چلو گھر سے باہر مگر رات کو
دو دائیان جبکہ ہون بر طرف — اوڑا تخت کو لیچلو اوس طرف
اسیر بلا ہے جہان آفتاب — خرامان خرامان چلو وہان شتاب
ذرا اب دکھا اوس گل اندام کو — بہت دل تڑپتا ہے گلفام کو
تمنا ہے دل کو ملاقات کی — طبیعت ہے راغب طرف بات کی
کہا اوسکو مہر النساء نے شتاب — زبان بند کر اپنی اے ماہتاب
خبر ہوگی اسکی اگر باپ کو — نچھوڑیگا زندہ کبھی آپکو
اگر آگیا طیش رخسار پر — ابھی کھینچ دیگا تجھے دار پر
کسی سے سنیگا اگر یہہ خبر — غرض پھونکدیگا تیرے بال و پر
مہر شاہ اودہر کو جاتا ہے وہ — پہر بعد پہر وہا لینے آتا ہے وہ
اگر دیکھہ لیگا وہ بیدار بخت — غرض چھین لیگا تیرا تاج و تخت
پری اور پریزاد ناشاد ہو — جہان تا جہان بلکہ برباد ہو
نہ کرنا کبھی قصد اطراف کا — بہت تنگ ہے راہ کوہ قاف کا
اودہر کا کبھی نام لینا نہین — قدم گھر سے باہر اوٹھانا نہین
عقلمند ہو کر نہ ہو بے وقوف — خدا نے کیا تجکو صاحب وقوف

نجومی و رمال سے پوچھہ اب
ستارہ ترقی کا نکلیگا کب

دکھا اپنی صورت کو اور حال کو
غرض پوچھہ ملا سے تو فال کو

سُنا ہے ہنر ہ گو نے اس بات کو
دعا ہو ہے مقبول بس رات کو

تو سر خاک پر رکھیے اے گلعذار
طرف اپنے خالق کی ہو اشکبار

اگر یاوری پر جو تقدیر ہے
یہی اوسکے ملنے کی تدبیر ہے

کبھی سیر دریا کو جایا کرو
میری جان پہر وہانسے آیا کرو

کبھی بیٹھہ جانا گلستا نمین
خرامان خرامان خیابا نمین

کبھی دیکھہ نرگس کو دل شاد ہو
برنگِ چمن شاد آباد ہو

کبھی غنچہ و گل سے ہو ہم کلام
غرض مثل بلبل کی ہو شاد کام

بوا عمر کو تو نہ برباد کر
گلستان خوبیکا آباد کر

درِ حسن کا کرکے برباد تو
کریگی جوانی کو پہر یاد تو

بہارِ جوانی ہے اب جوش پر
نشاط و طرب کی تو مے نوش کر

جوانی نہین بلکہ گلبن ہے یہہ
سراپا لطافت مین دلہن ہے یہہ

کہان یہہ جوانی کہان یہہ سنگار
مثل ہے کہ ہے چار دنکی بہار

کہان یہہ جوانی کہان پہر یہہ آب
مثل ہے کہ ہے چار دنکا شباب

دریغا کہ عہدِ جوانے گذشت
جوانی مگو زندگانی گذشت

غنیمت شمر صحبتِ دوستان
کہ گلِ پنج روز ست در بوستان

کہا اوسنے مہرالنسا کو مشیر — ہوئی مین تو بس چاہ غم مین اسیر
نصیحت تری دل کو بہاتی نہین — محبت کسی طرح جاتی نہین
تب از غم سے بس آہ کرنے لگی — جہان تا جہان سیاہ کرنے لگی
طمانچون سے مونہہ اور چھاتی کو کوٹ — کہے تو کہ رونے لگی پھوٹ پھوٹ
دُرِ اشک آنکھونمین آنے لگی — غرض دیدہ و دل ستانے لگی
وہ خارِ الم دل مین رہنے لگا — جگر کنکے آنکھونسے بہنے لگا
شب و روز رہتی تہی بیتاب وہ — کہے تو کہ تہی مثل سیماب وہ
کبہی دردِ فرقت سے رونا اوسے — کبہی جا چھپر کہٹ پہ سونا اوسے
کبہی جیب کے رونا گلتا نہین — کبہی ہیچ جانا خیالاتمین ہے
کبہی رونا مونہہ کرکے پردہ کی اوٹ — بس پردہ ہونا غرض لوٹ پوٹ
کبہی سوئے دیوار تکنا اوسے — کبہی آپ ہی آپ بکنا اوسے
کبہی ہنستے از گاہ روتی تہی وہ — دُرِ اشک سے مونہہ کو دہوتی تہی وہ
ہوا اتنا لاغر تن یاسمین — لگا پاؤن پڑنے کہین کا کہین
کبہی بیٹہنا گاہ اوٹہنا اوسے — طرح ماہ انور کی گہٹنا اوسے
جہان بیٹہتی آہ کرتی تہے وہ — جہان تا جہان سیاہ کرتی تہی وہ
کبہی ہوکے کہسیانی رہ ڈالنا — اوسی آب سے مونہہ کو دہو ڈالنا
محبت مین اوس گل کی دن رات وہ — کف دست ملتے تہی ہیہات وہ

تصور مین دلبر کے رہتی تہی وہ
مصایبکو ہجران کے سہتی تہی وہ

نہ مہندی نہ چوڑی سے رغبت اوسے
دُرّ و لعل و نیلم سے نفرت اوسے

نہ سرکی خبر اور نہ پستانکی
نہ گہر کی خبر اور نہ بستان کی

گندہا گر نہین سر تو کچہہ غم نہین
جو کرتی ہے ساتہہ اوسکی محرم نہین

اگر آنکہہ مین اوسکے سرمہ نہین
تو اسکی بہی اوس گل کو پروا نہین

داستان مہر النساء کی سنگار مین اور گہر سے نکل کر بازار مین جانا اور وزیر زادہ کا عاشق ہونا مہر النساء پر

کدہر ہے تو اے ساقی سیمتن
نکل کر چلی گہر سے اک گلبدن

کسیکی محبت مین دل چاک ہے
نہایت پریشان و غمناک ہے

پلا ایسا ساغر کہ دل شاد ہو
دیار جدائی کا آباد ہو

اوسی کے تصور مین اور دہیان مین
رہے سو جو اک رات دالان مین

وہی خوابمین اوسکو آیا نظر
سدا جسکی خاطر تہی وہ چشم تر

سدا جسکی خاطر تہی بے خواب وہ
طرح مرغ بسمل کے بیتاب وہ

سدا جسکی الفت مین اور یاد مین
شب و روز رہتے تہے فریاد مین

سدا جسکی فرقت مین روتی تہی وہ
نہ کہاتی نہ پیتی نہ سوتی تہی وہ

وہ تہی مبتلا جسپہ اور جان نثار
سدا جسکی فرقت مین تہی اشکبار

سدا ہجر مین جسکی وہ گلعذار
کف دست ملتی تہی مثل چنار

وہی راحت جان ملا خوابمین
وہ تہی جسکی خاطر تپ و تابمین

ملا مونہہ سے مونہہ اوس گل اندام کے ۔ ہوئی صدقہ سو بار گلفام کے
لگی کہنے اسے رشک بدر منیر ۔ تیری دام غم مین ہوئی ہون اسیر
نہ کھاتی نہ پیتی نہ سوتی ہون مین ۔ سدا ہجر مین تیرے روتی ہون مین
لگا نشتر غم رگ جا نہین ۔ ہوئی در پئے موت سامانہین
یہی دل مین آتا ہے مرجاؤن مین ۔ کسی چاہ مین جا کے گرجاؤن مین
تجھے ہر گھڑی یاد کرتی ہون مین ۔ دل جان کو بس شاد کرتی ہون مین
در اشک آنکھون سے تھمتا نہین ۔ دل و جان پہ بس اپنا چلتا نہین
مجھے زندگی اپنی بہاتی نہین ۔ یہہ جانے حزین تن سے جاتی نہین
تپ غم سے ہر وقت نالان ہون مین ۔ گلونکی طرح چاک داماں ہون مین
یہہ بار الم سر سے اوٹھتا نہین ۔ کوئی دم کو یہہ درد گھٹتا نہین
تپ ہجر دل کو جلانے لگی ۔ اجل کی طرح مجھکو کھانے لگی
بہت اپنے جینے سے ناشاد ہون ۔ طرح گرد باد اسکے برباد ہون
نہ مونس کوئی اور نہ غمخوار ہے ۔ جو اک دل ہے وہ بھی تو بیمار ہے
گئی اوسکی اتنے مین جو آنکھ کھل ۔ در اشک رخسار پر آگئے ڈھل
یکایک گل اندام سوتی اوٹھی ۔ بہ کثرت سے گل فام روتی اوٹھی
اوٹھی خواب سے ایسی بے تاب ہو ۔ کہ جس طرح سے ماہی بے آب ہو
در اشک آنکھون سے آنے لگی ۔ زمین و فلک کو ڈبانے لگی

نہ سر کی خبر اور نہ اندام کی ہے — دگرگون ہوئی شکل گلفام کی
ایدہر اور اودہر وہ پہرنے لگے — دُرِ اشک کی طرح گرنے لگی
محبت مین اوس گل کی مٹنے لگی — طرح ماہ انور کی گہٹنے لگی
نہ چلنے کی طاقت نہ گفتار کی — سراپا ہوئی شکل بیمار کی
اوسے ولولہ اور اوسے دہیان مین — گئی رفتہ رفتہ گلستان مین
کبھی روکے نکلی گلستان سے — کفِ دست ملتی خیابان سے
کبھی دیکہہ نرگس کو رونے لگی — دُرِ اشک آنکہون سے بونے لگی
کبھی متصل بیٹہہ شمشاد وہ — کبھی تو لگی کرنے فریاد وہ
کبھی آب دیدہ ہوئی کہیت مین — لگی دست دیا مارنے ریت مین
کبھی پہری سبزہ مین اک آن وہ — طرح ابر گریہ کی گریان وہ ہے
کبھی آبجو بیٹہہ رونے لگی — ندی آنسوؤنکے بہانے لگی
کفِ دست ملنے لگی بس چنار — ہوئے اوسکے رونے سے سب اشکبار
شجر آہ سے اوسکی جلنے لگے — ندی نالہ اشکونکے چلنے لگے
پہری جا بجا وہ گلستان مین — ہوئی پر نہ راحت دل و جان مین
پہری اور پہر بیزار مضطر ہوئی ہے — زمین و فلک خاکستر ہوئی
گریبان کیا لالہ و گل نے چاک — بگولہ اوڑانے لگے سر پہ خاک
گرے ہر طرف ڈالیان ٹوٹ ٹوٹ — گل و غنچہ رونے لگے پہوٹ پہوٹ

گلو لگا جگر درد سے شق ہوا	اداسی سے بلبل کا رنگ فق ہوا
یہہ اوس وقت گریہ کی کثرت ہوئی	ترانہ سے بلبل کو نفرت ہوئی
جگر درد سے کہہ کا پہٹنے لگا	یہہ چارہ غم سے گہٹنے لگا
زمین و فلک جملہ دیوار و در	ہوئی اوسکے رونے سے سب چشم تر
کہین جا کے سوسن کو با چشم نم	سنانے لگی داستانِ الم
چرند اور پرند آب دیدہ ہوئے	گلِ نارسیدہ رسیدہ ہوئے
جہان غم سے بیتاب ہونے لگا	جگر سنگ کا آب ہونے لگا
خواصین لگی کہنے اے ماہوش	تو ہوتی ہے کسواسطے نالہ کش
جوانی عبث اپنی کہوتی ہے تو	فنا ہجر مین اوسکے ہوتی ہے تو
خوشی کر تو اے ماہ گیتی فروز	مثل ہے کہ ہے چاندنی چار روز
کہان یہہ جوانی کہان پہر یہہ سال	جوانی کا جوبن ہے خواب و خیال
کہا اوسنے رو رو کے چہڑو نہین	بہت پاس تم بلکہ پہرو نہین
فلک کی طرف دیکہہ رونے لگی	رومال آنسوون سے بہگونے لگی
کہا اوسکو پہر الفت اوسکے نہ رو	عقلمند ہوکر دیوانی نہ ہو
وہ روٹھے کے دلدار آتا نہین	تڑپنے سے آزار جاتا نہین
اگر وصل ہے تیری تقدیر مین	لگا لون ہون ملنے کی تدبیر مین
کوئی دنکو اے ماہ تو صبر کر	وے صدخزین یہہ ذرا جبر کر

ذرا صبر کر اب گل اندام تو — کوئی دن نہین دیکھے گی آرام تو
کوئی دن نہین اب اوسکو لاتی ہون مین — تیرے پاس لاکر بٹھاتی ہون مین
تو خاطر جمع رکھ کسی کید سے — چھڑالاؤنگی پر اوسے قید سے
تیرے واسطے اب نکلتی ہون مین — حضور شہنشاہ چلتی ہون مین
یہہ صحبت مری تیری چھٹ جائیگی — غرض بزم عشرت کی لٹ جائیگی
یہہ منزل جو درپیش آتی نہین — کبھی تیرے قدمونسے جاتی نہین
کہا شاہزادی نے اے میری جان — کیا ہے تپ ہجر نے ناتوان
تپ غم سے شعلہ نکلنے لگے — غرض استخوان سارے جلنے لگے
تیرا ہجر دل کو گوارہ نہین ہے — کوئی اور اپنا سہارہ نہین
میری ساتھہ اتنے رکھائی نکر — غریبونسے تو بےوفائی نکر
اکیلی مجھے چھوڑ جانے لگی — تو کیون غمزدونکو ستانے لگی
تیرے پیچھے رو رو کے مرجاؤنگی — خدا جانے جی سے گذر جاؤنگی
تیری تقویت پر تو پھرتی ہون مین — اگرچہ دمے سرد بھرتی ہون مین
اکیلی مجھے چھوڑ جانا نہین — غرض بیکسونکو ستانا نہین
کوئی دن کی مہمان ہون جان لے — دل و جان سے اسبات کو مان لے
الگ سب مجھے ای جان ہوتی ہے تو — جدا ایکا بس داغ دیتی ہے تو
مجھے زندہ ہرگز نہ پائیگی تو — اگرچہ رہا کرکے لائیگی تو

اگرچہ دل آشفتہ رہتی ہو نمین
نہ لینا کبھی نام چلنے کا تو
یہہ عادت تری مجھکو بہاتی نہین
کہا اوسکو مہر النساء نے بوا
ترا درد دل کو گوارہ نہین
کوئی دمنہین اب پہرکے آتی ہو نمین
جدائی کوئی دن کی ہے درمیان
کہا اوسنے رو رو کے رشک چمن
میرے ہجر مین تو نہ کرنا الم
اگر زیست باقی ہے رشک ارم
اگر مر گئی تو سنے کان سے
اگر مر گئی میری جوتی سے وہ
کنارا یکا جوڑا ہین تنگ چست
وہ انگشت کی کرتی جواہر لگار
تماجی کی پشواز با آب و تاب
ڈوپٹہ کمر اور سر پیر کو لاؤ
جڑاؤ ہین بالی کا غنا ہم نے

مگر تیرے باعث سے جیتی ہو نمین
میری جان گہر سے نکلنے کا تو
تری جان کو مین ستاتی نہین
ملاوے ہمین اور تمہین پہر خدا
نکلنے کے جز اور چارہ نہین
خدانے جو چاہا تو لاتی ہو نمین
وہی بلبل و گل وہی گلستان
خدا کو مین سونپا تجہے گلبدن
بحق محمد شفیع الامم
کوئی دمنہین پہر جو مرتی ہون قدم
تو کہنا کہ صدقہ ہوئی جان سے
تصدق ہوتی میری چوٹی کے وہ
ہر اک عضو کو اپنے کر کے درست
کلی در کلی گو کہر و نکی بہار
جبہی رشک کہا دیکہ آفتاب
غرض ہر طرح اپنی سج دہج بنا
سجا آپکو اوس گل اندام نے

چمکتے ہوئے جہومکے کانمین — گل ارغوان جون گلستانمین
کئی لاکہہ موتی گلے بیچ ڈال — کرن پہول اور جہومکونکو سنبہال
کہین ٹیکا جہومر کہین اور مانگ — کہے تو کہ پہر کہہ چلی ایک سانگ
وہ قشقہ غضبناک سندور کا — جگر جسپہ ٹکڑے ہو لبس حور کا
پہری بند اور نورتن کا وہ نور — کہے تو کیا ماہ و خورسنے ظہور
جہانگیریو انکا عجب طور تہا — کہے تو کہ آٹہو نپہر شور تہا
وہ شعلہ سا چہری بہڑکتا ہوا — بدان زیر کرتی تہرکتا ہوا
ہجی اسطرح سے جو وہ گلعذار — ہوئی حسن کی اور دونی بہار
فرشتہ ہی دیکہے جو اوس آنکو — کہے تو تصدق کرے جانکو
محل والیان ہوگی سب مضطرب — لگین کہنے سب ہے ہوا یہہ غضب
یہہ لبستہ ہوا گہر اوجڑنے لگا — غرض کارخانہ بگڑنے لگا
کسینی کہا اوسکو با چشم نم — دکہانا یہہ مہر النسا پہر قدم
دکہا کر چلی جس طرح پشت تو — دکہانا اسیطرح آکر کے رو
کسینے کہا اوسکو با صد ملال — تو مہر النسا چہوڑ دے یہہ خیال
کسی نے کہا اوسکو دلدار تو — چلی چہوڑ کر کسپہ گہر بار تو
کسی نے کہار کہکے چہاتی پہ ہاتہہ — یہہ بندی رہیگی تیری ساتہہ ساتہہ
کسی نے کہا ہائے ننہی سا سن — مصیبت کی راتین مشقت کے دن

نہین گرمی گل کی ہے جسکو تاب
سہے کسطرح گرمی آفتاب

کوئی ہاتہہ پاؤن پہ دہرنے لگی
کوئی اوسکے قدمونپہ گرنے لگی

کوئی گلبدن آب دیدہ ہوئی
کلی کی طرح لبس دیدہ ہوئی

کسینے کہا اوسکو بس ہاتہہ جوڑ
تو مہر النسا اس ارادہ کو چہوڑ

کسی نے کہا اوسکو محرم نہین
کوئی بات کرنے کو ہمدم نہین

کسی نے کہا کہتی ہون باتمین
بہت مرد و دیو رہتے ہین گہاتمین

تیری دیکہہ صورت کوئی نابکار
بدن پر سے لیوینگے جواہر اوتار

نہ نکلے کبہی گہر سے اسے ماہ تو
جائے گی بہلا کسطرح راہ تو

پیالہ نہ پکڑا کبہی ہاتہہ مین
چلے گی بہلا مین کب ساتہہ تیری

اندہیرے اوجالے مین نکلی گی تو
کسی شہر مین راہ پہنچے گی تو

جریدہ نہ بیٹہے گلستان مین
پہرے گی اکیلی بیابان مین

ڈہونڈہ چلی سے کنار لیکا تو
بہت ہے کہنا یہ ہوشیاری ہو تو

کسیکی کوئی چیز کہانا نہین
کسیکی غرض ساتہہ جانا نہین

کسی نے کہا یچ لڑی کو سنبہال
کسی نے کہا گہر کا رکہنا خیال

کسی نے کہا اوسکو اے سیمتن
خدا پر ہے سب تجہے لادی شکیب چمن

کسی نے کہا ہاتہہ گردن مین ڈال
خدا تیرا حافظ وہ ڈہونڈہ سنبہال

اگر چلتے چلتے جو ہو جائے شام
تو اے جان کرنا اوسسے جا قیام

کہا اونے سبکے تئین ہاتہہ جوڑ
میرا لی ہو تمکو پہونچے سلام
جدی ہو سکے اب تم سے چلتی ہون مین
وداع جب وہ گلفام ہونے لگی
پریزاد رونے لگی زار زار
ہوئی آب دیدہ زمین و فلک
عجب رونے دہونے کی کثرت ہوئی
اوٹہا بین کا ندہے سے مہر النساء
بدن کو چہپا اور چوٹی کو کس
چلی چہوڑ کر اپنے گہر بار کو
اکڑتی چلی گہر سے گلفام وہ
وہ جوبن اپنی سب کو دکہاتی ہوئی
چلی پاچونکے تئین تہام وہ
نزاکت سے پاؤن اوٹہاتی ہوئی
ٹھٹکتی چلی دہر کے کاندہے پہ بین
نشہ مین جوانیکے اور شوق مین
چھٹی اپنی ادا اور انداز سے

شتابی سے دو میری دامن کو چہوڑ
دعا سے مجہے یاد رکہنا مدام
کوئی دنمین پہر آکے ملتی ہو تمین
تو وہ شاہزادی بہی رونے لگی
ٹپکنے لگے اشک بے اختیار
جہان تا جہان بلکہ حور و ملک
تبسم سے غنچہ کو نفرت ہوئی
چلی اک ادا سے وہ نجم النساء
چلی چہوڑ کر اپنا گہر بار سب
دکہاتی ہوئی دلربا بار کو
خرامان خرامان گل اندام وہ
کچین زیر کرتی چہپاتی ہوئی
دکہاتی ہوئی حسن گلفام وہ
کہے تو کہ گہنگرون بجاتی ہوئی
دکہاتی ہوئی چہاتیان نازنین
خرامان خرامان چلی ذوق مین
ٹہکنے لگا حسن پشواز سے

کبھی پاس بیٹھے کبھی دور رہ / ہوئی دیکھ دیکھ اوس کو مسرور وہ
کبھی سر کو قدمون پہ دھرنے لگا / محبت کا دم اوسکی بھرنے لگا
کبھی دستہ بوسے کبھی جان نثار / کبھی دیدہ بازی کبھی انکسار
لٹا مین محبت کے اور شوق مین / لگا دست و پا چومنے ذوق مین
نشہ ایسا کچھ اوسپہ غالب ہوا / غرض وصل کا اوسسے طالب ہوا
کہا مسکرا اور قربان ہو / چلو گھر میرے آج مہمان ہو
کوئی دنکو رنجہ قدم کیجیے / مری گھر کو رشک ارم کیجیے
بیان سے ہے باہر کرم آپکا / ہے آنکھون پہ میرے قدم آپکا
کہان سے تم آئے ہو فرمائیے / بتا نام اور گھر کا بتلائیے
ارادہ ہے جانیکا کس دیس مین / سبب کیا ہے آنیکا اس بھیس مین
خبر دو ہمے اپنے احوال سے / کہا الغرض مہر تمثال سے
کہا مسکرا اوسکو گلفام نے / چھپا دست و پا اوس گل اندام نے
طبیعت کی خود اپنی مختار ہون / رعیت کسیکی نہ سردار ہون
مسافر ہون ملک پرستان مین / اکیلی ہون تو سے بنی جان مین
مسافر نوازی میری ساتھ کر / خوشی کی غرض ہر طرح بات کر
مسافر ہون مین ایک دو رات کی / نہین مجھکو حاجت ملاقات کی
ٹھہرتی ہون نہ اتنا بہت آئیے / جہان سے ہو آئے چلے جائیے

میرے پاس بیٹھا جو بھولا ہے تو ۔ کوئی چیز دیگر کے بھولا ہے تو
مین انسان ہون اور پریزاد تو ۔ کہین دور ہو یہان سے بدزاد تو
الگ ہم سے بیٹھو کنارا کرو ۔ یہہ اور دن کو صاحب اشارا کرو
کرو بات جیسے مگر مونہہ سنبھال ۔ نہ لانا کوئی اور دل مین خیال
مین ان تیری باتونکی قایل نہین ۔ زر و سیم کی تجھسے سائیل نہین
مجھے کس لیئے تنگ کرتا ہے تو ۔ غریبون سے کیون جنگ کرتا ہے تو
میری ساتہہ مین کر نہ بدذاتیان ۔ تمسخر کرینگی پریزادیان
مین کچہہ گولیان ایسی کھیلی نہین ۔ پرستانمین کچہہ اکیلی نہین
مصاحب ہون مین اک پریزاد کی ۔ دیوانی ہون اوس رشک شمشاد کی
اری مین تو ہر کام مین طاق ہون ۔ جہان تا جہان شہرہ آفاق ہون
اگرچہ تو لاویگا سو کید مین ۔ نہ آویگی بندی تیری قید مین
کہا ہے بزرگون نے سچ او بجا ۔ پریزاد ہوتے نہین کلب وفا
تجھے دیکھہ کھاتی ہون بس جوا مین ۔ پرے ہون تیری صورت پہ لاحول ہے
ذرا اپنے مونہہ کو تو بنواؤ تم ۔ چلو یہان سے ٹھنڈی ہوا کھاؤ تم
مروڑیگا گر تو میری چھاتیان ۔ تو مین بھی تجھے دونگی لب گالیان
اگر کید پر اپنے آجاؤن مین ۔ ستارہ فلک پر توڑ لاؤن مین
لگی جھکنے پیچھے تو چھوڑا نہین ۔ کبھی ہو کے مونہہ موڑا نہین

وہ ہوگی کوئی اور ایسی چھنال
جو ہاتو نہین چھوائے گی تم سے گال

میرا چھوڑ پیچھا تو چل کام کر
پریزاد یونہین نہ بدنام کر

مین ایسے کو صحبت مین رکھتی نہین
دمی دوستی انکا بھرتی نہین

مجھے تیری صورت سی نفرت ہوئی
نہایت ہی دل کو کدورت ہوئی

اگر حسن کا تو طلب گار ہے
بھرا خوب روئون سی بازار ہے

مجھے ایسا آتا ہے افسون و کید
کرون مین فرشتہ کو اک دم مین قید

ارے او پریزاد سنتا ہے تو
عبث سر کو کم بخت دھنتا ہے تو

گئے لاکھ ایسے خردمند مین
کئے دام الفت مین پابند مین

کسیکو نہ اپنا دیا بھید مین
رکھا عمر بھر سب کو امید مین

طوائف ہون مین ملک کشمیر کی
نہ مرشد کی قائل نہ مین پیر کی

گدا ہو کوئی یا کہ سلطان ہو
یہودی کوئی یا مسلمان ہو

نہ صورت سے مطلب نہ سیرت سے کام
در و لعل و یاقوت کی ہون غلام

نہ مرزا سے مطلب نہ سادات سے
ارے کام ہمکو جواہرات سے

مین بے زر کبھی بات کرتی نہین
کسی سے ملاقات کرتی نہین

کوئی چیز بے دام آتی نہین
فقیرونکی صحبت بھی بھاتی نہین

یہی اپنا قانون و آئین ہے
یہی اپنا مذہب یہی دین ہے

سنا ہے کہ ہین آپ ابن وزیر
دیار ظرافت مین ہم بے نظیر

میرے پاس سے جو تو ٹلتا نہین
تجہے کیا پریزاد ملتا نہین

یہہ آپس مین دو چار باتین ہوئی
لگاوٹ کی القصہ گہاتین ہوئی

یہہ آپس مین رمز و کنائی ہوئی
مگر دل سے دل کو لگائی ہوئی

پکڑ ہاتہہ رشکِ گلستان کا
لیا راہ سید ہا شبستان کا

بٹہا تخت اوپر بہت زور سے
کہے تو اوڑا لیگیا شور سے

کہا اوپریزاد سُن بات کو
مرے چہوڑ غارت گئے ہاتہہ کو

مسافر کو کوئی ستاتا نہین
پکڑ ہاتہہ گہر سے اوٹہاتا نہین

لگا تہا مرے کب سے تو کہاتمین
دیا ڈال جو ہاتہہ کو ہات مین

دیا جو کڑہی کیون مچاتا ہے تو
مسافر کو ہاتہون اوٹہاتا ہے تو

نہین رہی نہین شور کرتی رہی
پریزاد سے زور کرتی رہی

غرض رفتہ رفتہ اوسی آن مین
اوتارا اوسے جا شبستان مین

بیان کیا کرون اوسکے ایوان کا
جڑاو ہر اک طاق دالان کا

گیا وہان سہی دو تا وہ ابنِ وزیر
حضورِ شہنشاہ آفاق گیر

طوایف جوائی ہے کشمیر سے
وہ کچہہ کم نہین مہر تنویر سے

اوٹہا دے اگر ماہ رخ وہ نقاب
کرے سامنے پہر نہ مونہہ آفتاب

دیا حق نے وہ حسن اور دلبری
جسے رشک کہا دیکہہ حور و پری

بجائی عجب لطف سے بین وہ
حقیقت مین ہے لعبتِ چین وہ

سنین گی اگر آپ خود بین کو / نہ چھوڑینگے پہر لعبت چین کو
کہر دا غرض جب بجاتی ہے وہ / زمین و فلک کو ہلاتی ہے وہ
صدا پہونچی گر بین کی کان مین / بجائے اگر وہ گلستان مین
کہین واہ وا غنچہ بس پہوٹ پہوٹ / زمین پر گرین ڈالیان ٹوٹ ٹوٹ
یہہ آواز مین اوسکی تاثیر ہے / غرض ہر کوئی پا بزنجیر ہے
کہا شہ نے دل مین نہ ہونا ملول / کیا تیرے کہنے کو مینے قبول
سر شام محفل مین لانا اوسے / عجایب پرستان دکہانا اوسے

داستان بادشاہ کی مجلس آرائی مین اور مہر النسا کی بین بجانے مین

پلا ساقیا ساغر عنبرین / سر محفل آتی ہے اک مہ جبین
تامل نہ کر اور نہ تاخیر کر / پلانے مین ساغر کے تدبیر کر
بڑہی اور پریزاد سب شوق مین / خرامان ہین لبس ذوق مین
سر شام وہ غیرت ماہتاب / ہوئی بزم آرا بصد آب و تاب
لئے پیش کا اوسنے کر کے خیال / ڈوپٹہ سنبہال اور چہپائی لکال
وہ ڈالو گئی بیٹھہ انداز سے / چہپا ہاتھہ پاؤن کو پشواز سے
کہا شہ نے اوس لعبت چین کو / کرو اپنی آراستہ بین کو
کہر و اسناؤ ذرا بین مین / ہولن مشتاق ہان لعبت چین مین
ادہر تو وہ مجرے کو پر خم ہوئی / اودہر بزم دیکہہ اوسکو بیدم ہوئی

وہ دہر بین کاندہے پہ رشکِ قمر — کہروا بجانے لگی سیمبر

کیا مجرا جب آدمی زاد نے — کہا واہ وا سب نے پریزاد نے

غرض بندہ گیا اوسگہڑی وہ سمان — لگی وجد کرنے زمین و زمان

پرندہ درختون سے گرنے لگے — صدا اوسکی سُن سُنکے مرنے لگے

زمین و فلک مین پڑا زلزلہ — ہوا واہ وا کا عجب غلغلہ

دلو مین خوشی سبکے اوٹھنے لگی — ہوا بزم مین آسکے رکنے لگی

پڑی غشش مین ہر سو امیر و وزیر — غرض رفتہ رفتہ صغیر و کبیر

مزا بین کا سب کے تئین آگیا — تحیر کا عالم غرض چہا گیا

اودہر دل لگایا دکہاتی تھی وہ — پریزاد کو شاد کرتی تھی وہ

گگنین بین کی جب بلٹتی تھی وہ — کہے تو صفون کو اولٹتی تھی وہ

پریزاد جتنے تھے اوسدم وہان — کسی مین نہ باقی تھے تاب و توان

چمن مین لگی رونے گل پہوٹ پہوٹ — ستارہ پڑے ہر طرف ٹوٹ ٹوٹ

بجاتی تھی بن بنکے جب بین وہ — پریزاد کا لے تھی دل چہین وہ

سنا جس پریزاد نے تان کو — نظر کر دیا الغرض جان کو

کوئی سر کو قدمونپہ دہرنے لگا — کوئی بیخبر ہوکے گرنے لگا

نظر حسن پر اوسکے جانے لگی — غشی الغرض سب کو آنے لگی

کوئی چاک داماں بحالِ خراب — کوئی سر بسر بہ بصد اضطراب

بڑے چھوٹے سب اوسپہ قربان تھے — نثار اوسپہ کرتے تھے دل وجان تھے
دلہن صبح کی مسکرانے لگی — شب تیرہ تر مونہہ چھپانے لگی
وہ دہرین کاندھے پہ انداز سے — اوٹھی الغرض دلربا ناز سے
روانہ ہوئی گھر کو رشکِ چمن — دکھاتی ہوئی چھاتیان گلبدن
سرِ شام محفل مین آتی تھی وہ — غرض مین سب کو سناتی تھی وہ

داستان آفتاب کی رہائی مین توسل سے مہرالنساء کے

کدہر ہے تو اے ساقیِ حورزاد — چلی گھر کو مہرالنساء بامراد
ذرا تو بھی لبریز کر جام کو — دکھا شادمانی کے ایام کو
زمانہ جدائی کا مت یاد کر — ذرا ساغرِ مے سے دل شاد کر
خرامان وہ زہرہ جبین — بجاتی ہوئی گھنگرون نازنین
ہوئی بزم آرا سرِ شام وہ — دہری مین کاندھے پہ گلفام وہ
تنِ یاسمین کو سنبھالے ہوئے — کچین پیاری پیاری نکالی ہوئی
وہ لشوازن کو کرکے ادہر اودہر — ادا سے گئی بیٹھہ رشکِ قمر
دوزانو گئی بیٹھہ زہرہ جبین — چھپا اوڑہنی سے تنِ نازنین
کہا اہلِ محفل نے کچھہ گائیے — سمان مین کا ہمکو دکھلائیے
ترے مین سننے کے مشتاق ہین — ترے عشق مین شہرۂ آفاق ہین
بہت حظ اوٹھائینگے ہم مین سے — کہا اس طرح لعبتِ چین سے

وہ دہر بین کاندہے پہ اندازسے
بجانے لگی سرو قد نازسے

کہروا بجانے لگی شوق مین
کبہی تو لگی جہومنے ذوق مین

چرند اور پرند آشیانونکو چہوڑ
چلی بین سُننے کو بس دوڑ دوڑ

وہ پردونکو جبدم سب اولٹنے لگی
کبہی تو صفونکو اولٹنے لگی

پری اور پریزاد بس شوق مین
کبہی تو لگی لوٹنے ذوق مین

ہوا بندہ گئی اوسگہڑی اِس قدرین
ہوئی مضطرب آسمان و زمین

دیا پہر وہ جو بین کا اوسنے موڑ
کہڑی آہوئی راگنی ہاتہہ جوڑ

بجی اوسگہڑی بین اسس آن سے
شکیب اوٹہا گیا جن و انسان سے

سبہونکو وہان عالم جوش تہا
مگر ایک مہتاب خاموش تہا

کبہی سامنے ہوکے گاتی تہی وہ
کبہی پہر مونہہ کو رجہاتی تہی وہ

ہنسایا کبہی اور رولایا کبہی
جوانیکا جوبن دکہایا کبہی

کبہی مسکرانے لگی مہ جبین
دکہانے لگی چہاتیان نازنین

ڈوپٹہ کبہی رخ سے سرکا دیا
دلون بیچ شعلہ سا بہڑکا دیا

کبہی بائیچونکو سنوارہ تہی وہ
کبہی اونچی کرتے اوتارہ تہی وہ

کبہی کرکے رخسار آنچل کی اوٹ
پس پردہ کرتی تہی دل لوٹ پوٹ

کبہی پاؤن پہ پاؤن دہر بیٹہنا
کبہی اپنی پوشاک کو دیکہنا

دوزانو کبہی بیٹہہ اندازسے
چہپا مونہہ کو تکتی تہی پہنوانسے

کڑی سے کڑے کو ہلاتی تہی وہ
جواہر کے چہلے دکہاتی تہی وہ
پری ہند اور نور تن کی وہ تاب
یہ و مہر کو جس سے آوے حجاب
وہ سونے کی نتہنی جواہر کی مانگ
عجایب وہ خلقت عجایب وہ سانگ
جواہر کی کرتی جواہر کی بین
کہے تو کہ تہی رشک ماہی مبین
زمین و فلک دشت کوہ و جبال
تحیر مین تہی دیکھہ اوسکا جمال
عمارت کی خوبی درونکی اوبہار
سراپا مرصع سراپا نگار
سنہری مغرق وہ دیوار و در
چمکتے ہوئی مثل شمس و قمر
دہوبام کل بغیرت آفتاب
چمکتا ہوا ہر طرف ماہتاب
بچہا فرش وہان روم اور چین کا
بیان کیا کرون لعبت چین کا
بجاتی رہے صحنک بین وہ
رجہاتی رہی لعبت چین وہ
پریزاد پاؤن پہ گرنے لگی
محبت کا دم اوسکے بہرنے لگی
کیا شاہ نے اعزاز گلفام کا
کیا مستحق اوسکو انعام کا
کیا شاہ نے اوسکو اتنا عطا
دئیے بہر جواہر کے اوسکو لگا
جگہہ دی اوسے اک شبستان مین
محبت سے رکہا دل و جان مین
کہا اوسنے ای شاہ فیروز بخت
رہے تا قیامت ترا تاج و تخت
رہے تیرا دشمن ہمیشہ خراب
تو ہو ہفت اقلیم مین فتحیاب
کرون عرض گر حکم ہووے حضور
کرین معاف گر مجہسے ہووے قصور

کہا شاہ نے اوس گل اندام کو
کئے جملہ اداب تجہ پر معاف
بہت سے ہے کہانی بڑا داستان
جو ہے دختر شاہ عالی جناب
مین رہتی مہر النسا اوسکی نجا تہی
مین ہتی تہی پاس اوسکی ہر دم مدام
سدا ساتہ عیش ہتی تہی مین
جدا اوسے اک دم نہوتی تہی مین
کبہی سیر گلشن کبہی سیر نہر
کبہی ہنسنا اور مسکرانا کبہی
کبہی دور ساغر کبہی دور پان
کبہی جامہ پہتے بعطر گلاب
فسانہ کبہی اور کبہی مثنوی
تماشہ سے اور سیر سے کام تہا
ختن کے تہا اک بادشہ کا پسر
برس چودہ یا کہ سولہ سے کم
وہ تہا حسن اور خلق مین لاجواب

بیان کر تو احوال گلفام کو
بیان کر تو احوال دل صاف صاف
مگر مختصر کرتی ہون کچہ بیان
جسے خلق کہتی ہے سب ماہتاب
غرض ہر طرح اوسکی غمخوار تہی
سدا عیش و عشرت مین ہر صبح و شام
غرض دایکہ اوسکو جیتی تہی مین
بغیر اوسکے کہانا نہ کہاتی تہی مین
خوشی کی میسر تہی ہر وقت لہہ
غرض سیر گلشن کو جانا کبہی
خیمہ لگا بیٹہنا سدا بیچ ان
کبہی جنگ مردنگ بین و رباب
وہ چیز بنا ہے جس مین ہو دل لگی
سدا ہر گہڑی عیش و آرام تہا
نہایت طرحدار رشک قمر
نہایت حسین اور صاحب کرم
بڑے چہوٹے کہتے تہے مہر آفتاب

پری اوسکو بہو پہنچے نہ حور بہشت | نہایت حسین اور زیبا سرشت
جدا ہو کے مادر سے اور باپ سے | چلا آیا گھر مین غرض آپ سے
جو دیکھا اوسے حسن مین لاجواب | لگی انس کرنے غرض ماہتاب
کہلاتی تہی کہانا اوسے نازنین | بہت شاد رکہتی تہی زہرہ جبین
ہم آغوش رہتی تہی لیل و نہار | سدا اوس سے کرتی تہی بوس و کنار
جدا اوس سے اک دم نہ ہوتی تہی وہ | بغل مین غرض لیکے سوتی تہی وہ
کیا چرخ کم بخت نے ایسا کید | کیا اوس گل اندام کو ہائی قید
کیا قید خانہ مین جب آفتاب | تڑپنے لگی الغرض ماہتاب
وہ گلفام جب آہ محبس ہوا | جدائی کا غم اوسکی از بس ہوا
نہ کہاتی نہ پیتی نہ سوتی تہی وہ | تصور مین دلبر کے رہتی تہی وہ
لگے کہانے پینے کو اک بخت ہول | اوڑانے لگی الغرض خاک دہول
نہ سدہ تن کی اوسکو نہ پروائی جان | نہ مسی نہ سرمہ نہ مطلوب پان
نہ پہلا سا ہنسنا نہ پہلا سا شور | دکہانے لگی ناتوانی بہی زور
تن نازنین اوٹہنا دوبہر ہوا | اوٹہانا گران اوسکو ساغر ہوا
لگا نشتر غم رگ جان کو بیچ | رہا ہاتہ باقی نہ دامان کو بیچ
تکلف سے کہانا وہ کہاتی نہین | کبہی سیر گلشن کو جاتی نہین
بدن پر جو اوسکے تہی پوشاک ہے | گلوگیر کی طرح وہ بہی صد چاک ہے

کرم کیجئے اور عطا سب کیجئے — برائے خدا اب رہا کیجئے
جو وہ قید خانہ سے آزاد ہو — برنگِ چمن دل میرا شاد ہو
کہا شہ نے اک دیو کو جا شتاب — اوٹھا قید خانہ سے لا آفتاب
توقف نکر اور نہ تاخیر کر — بہت جلد لانے مین تدبیر کر
برنگِ صبا وہ چلا شاد شاد — طرف قید خانہ کے وہ دیوزاد
روان ہو دوان ہو کے ہر چار سو — اوڑا لایا اوس گل کو مانند بو
اوسے دیکھہ مہر النسا بس پکار — کبھی تو کہ رونے لگی زار زار
وہ سر رکھکی قدمو نپہ رونے لگی — دُرِ اشکِ آنکھو مین لانے لگی
بلائین کبھی اوسکی لیتی تھی وہ — فدا مثلِ پروانہ ہوتی تھی وہ
اوسے ولولہ اور اوسی جوش مین — کبھی تو لیا کھینچ آغوش مین
محبت سے چھاتی لگا وہ صنم — غرض چومتی تھی پیاپے قدم
کبھی اوسکی بالو سے اور گال سے — صفا گرد کرلی تھی رومال سے
اوسے اپنے عالم مین اور شوق مین — بٹھا تخت پر لیگئی ذوق مین
اوسے باغ مین اوس نے لا اپنا تخت — دیا چھوڑ اوس گل کو زیرِ درخت
اندھیرے مین اوس سے اوجالا ہوا — درختو لگا عالم دوبالا ہوا
اکیلا اوسے چھوڑ گلفام وہ — چلی گھر کے جانب گل اندام وہ
ڈوپٹہ سنبھال اور پستانکو — لیا راہ سیدہا شبستان کو

محل کو جو دیکھا تو بالکل خراب
سنہری روپہلی وہ دیوار و در
نہ وہ خس کی ٹٹیان نہ گلکاریان
کیواڑونکے آئینہ ٹوٹے ہوئے
نہ پردہ نہ چلمن نہ فرش و فروش
نہ وہ فرش رومی بڑی دہوم کا
نہ مینا نہ ساغر نہ ساقی نہ مل
نہ وہ مسکڑانا گل اندام کا
نہ وہ ہم جلیسو نکا بس قہقہہ
نہ حقہ نہ پہنچا نہ اوگالدان ہے
نہ پہلی سی رسمین نہ پہلی سی رنیت
نہ وہ اہلِ خانہ کے دل کو ادہنا تک
پڑی اک طرف منہ لپیٹے ہوئے
نہ کوئی کنیزک نہ کوئی غلام
نہ مسی نہ چوٹی نہ پان اور پہول
نہ کنگہی نہ چوٹی نہ انگیا درست
نہ پٹی نہ بینی بالی نہ تعویذ یان

نہ وہ اوس مین رونق نہ وہ آب و تاب
شکستہ ہوئی الغرض سربسر
پڑی ٹوٹی پہوٹی چہتین ساریان
زمین پر پڑی سارے پہوٹے ہوئے
مٹے الغرض سارے نقش و نقوش
کہے تو ہوا آشیان بوم کا
نہ وہ عیش باہم کا بس شور و غل
نہ وہ چہپ دکہا جانا گلفام کا
نہ وہ بلبلو نکا غرض چہچہہ ہے
جو دیکھے تو خالی دہرا پاندان
نہ کہانا نہ پینا نہ کچہ بات چیت
نہ وہ سوسنی چاند لیکا نا وہ پلنگ
نزاکت سے دامن سمیٹے ہوئے
اکیلے غرض اوسکو رونا مدام
تن یاسمین پر پڑی خاک دہول
سکہے تو کہ تہی کام سب نادرست
نہ وہ پیاری پیاری کنگہی چہاتیان

نہ پاؤن مین گہنگرو نہ توڑے چہڑی
کناری ڈوپٹہ کی ٹوٹی ہوئی
یہ مہر النسا دیکہہ رونے لگی
خیابان لالہ کی بالکل خراب
نہ مہندی کی ٹٹیان نرگس کے کہیت
جو دیکہے تو وہ ہے نہ سیب بہی
جہان بلبل و گل کا تہا اژدہام
جہان جلوہ آرا تہی بس سمبر
نہ وہ چاہ نہج نہ وہ گلستان
نہر کو جو دیکہا تو ٹوٹی ہوئی ہے
اوچہلنا گئے اپنا فوارہ بہول
روشس تہی جو بلور کی اس اصول
نہ طوطا نہ مینا نہ بلبل کا شور
منڈیرونپہ پہرنا نہ طاؤس کا
محل مین ہوئی اوسکی آنے کی دہوم
مبارک سلامت کا بس شور تہا
ہر نا گہ چمن دل ہوئی شاد گل

جو ہاتہون کو دیکہا تو خالی پڑے
جہانگیریان ساری پہولی ہوئی
غرض اشک آنکہون مین لانے لگی
نہ وہ تازہ گی اور نہ وہ آب و تاب
لگا تو دہ تو دہ ہر اک جا پہ ریت
کہڑے سوکہے سا کہے سی سرو بہی
لگے بولنے زاغ وہان صبح و شام
پرندون نے اپنے کئی اوسمین گہر
کف دست میدان ہوا بوستان
غرض پیڑیان ساری پہولی ہوئی
لگی اوڑنے نہرونمین بس خاک دہول
پڑی تو دہ تو دہ غرض خاک دہول
کہے تو کہ تہا دہالکا عالم ہے اور
کہے تو کہ عالم تہا مایوس کا
کہے تو کیا خادمون نے ہجوم
خوشی کا غرض ہر طرف دور تہا
خوشی کا ہوا ہر طرف شور و غل

کوئی پاؤن پر اوسکے گرنے لگی | بلائین کوئی اوسکی لینے لگی
کہا شاہزادی کو آئی ہو نمین | اوسے ساتھ مین اپنے لائی ہو نمین
بہانہ سے لائی ہون اور کید سے | چھڑا کر اوسے الغرض قید سے
اوٹھا سر کو بالین سے گلفام تو | ذرا دیکھہ لے اب گل اندام تو
اوٹھی سنکے روتی ہوئی زار زار | اوسی اپنے عالم مین وہ گلعذار
جو دیکھے تو مہر النساء ہی مشیر | سپہر محبت کا بدر منیر
کہا تیرے صدقہ ہون اور جان نثار | دکھا اپنے مکھڑی کو ای غمگسار
ہوئے اتنے شادان وہ آپس مین مل | کہلے مثل غنچو نکی دو نونکے دل
کہا شاہزادی نے ای راہ بر | ہوا کس طرحسے ترا وہان گذر
تری کس طرحسے رسائی ہوئی | ذرا کہہ تو کیونکر رہائی ہوئی
سفر کر کے آئی ہون ای ماہتاب | اوٹھا کر بہت رنج و عذاب
ٹہر کر کہون گی مین اپنی گذشت | تو خاطر جمع رکھہ نا نیکو سرشت
پکڑ ہاتہہ مہر النساء کا شتاب | گئی لیکے خلوت مین لب ماہتاب
جو تہی سر گذشت اوسنے ساری کہی | تعجب مین سن شاہزادی رہی
کہا شاہزادی نے سن سے اے مشیر | کہ ہے ہے میرا رشک بدر منیر
مجھے اوسکے ملنے کا ہے اشتیاق | نہین اوٹھتا اب سر سے بار فراق
تصور مین اوس گل کی رہتی ہو نمین | نہ کہاتی نہ پیتی نہ سوتی ہو نمین

کہا اوسکو مہر النساء نے سنو ❊ نہا دہو کے صد رشکِ ہین بنو
تجہے دیکہہ اسس حال ہین ماہتاب ❊ اوسی وقت مرجائیگا آفتاب
محل ہین کرو خوب فرش و فروش ❊ طلا اور نقرے سے نقش و نقوش
کرو پردہ اور چلمنونکو درست ❊ بنو ہر طرح آپ چالاک و چست
درختونمین اوسکو چہپا آئی ہون ❊ نظر بد سے اوسکو بچا آئی ہون
کوئی دم ہین اب اوسکو لاتی ہونمین ❊ تو خاطر جمع رکہہ ملاتی ہونمین
کہ اتنے ہین آیا جو وہ بے نظیر ❊ سپہر شرافت کا بدرِ منیر
ہوئی اوسکے آنے کی بس دہوم دہام ❊ کہے تو گیا خلق تلے اثر دہام
پری بستار ادہر اودہر شوق ہین ❊ کٹرون کو بجانے لگین ذوق ہین
کوئی اپنے توڑی جہڑے موڑ کہ ❊ چلی الغرض دیکہنے دوڑ کر
کوئی ہنستے اور مسکراتی ہوئی ❊ برنگِ چمن کہل کہلاتی ہوئی
کوئی بند انگیا کے کسنے لگی ❊ خوشی ہین کوئی آپ ہنسنے لگی
کلی کی طرح کوئی کہلانے لگی ❊ کوئی پائے بوسی کو چلنے لگی
لگی ہونے صدقہ کوئی شوق ہین ❊ کہے تو لگی ناچنے ذوق ہین
کوئی دست و پا کو لگی چومنے ❊ لٹہ ہین محبت کے بس جہومنے
مٹکتی ہوئی اور اتراتیاں ❊ دکہاتی ہونین الغرض چہاتیان
کوئی اوسکو بس پیار کرنے لگی ❊ دل و جان کو وار کرنے لگی

لگی ہونے صدقہ کوئی گلعذار ‏ برنگ حباب ہر طرف بار باد
کوئی دوڑی مسجد مین لیکر چراغ ‏ کہ سکتا گیا آسمان پہ دماغ
کوئی اوسکو پنکہا لگی جہولنے ‏ کوئی ساتہہ اوسکی لگی بولنے
سبہون کے تئین شادمانی ہوئی ‏ نئے سر سے پہر زندگانی ہوئی
کوئی سجدۂ شکر کرنے لگی ‏ مٹہائی سے بس طاق بہرنے لگی
کوئی بیچکے چوری کوئی کہیر کو ‏ کہے تو چڑہانے چلی پیر کو
لگی تہنیت دینے برنا و پیر ‏ مبارک ہو اے رشک بدر منیر
محل مین وہی شور ہونے لگا ‏ خوشی کا غرض دور ہونے لگا
اوسے سب جیسے پہر لنساری کہا ‏ اوسے سب طرح سے اوسنے سنوارا کیا
لگا پردہ اور چلمنین زرنگار ‏ کہے تو کیا رشک باغ و بہار
وہی پہر ہوا لبس سمان بین کا ‏ وہی قہقہہ لعبت چین کا
وہی پردہ اور چلمنین زرنگار ‏ در و بام دیوار باغ و کہبار
کہڑکنے لگا پہر وہی پاندان ‏ وہی عطردان اور وہی خاصدان
گلون پہر وہی رنگ آنے لگا ‏ غبار الم دل سے جانے لگا
وہی گل وہی بلبلین ساریان ‏ وہی چہوٹی چہوٹی غرض کیاریان
کئی لاکہ نہ پونچہین ہاتہ آب ‏ کہے تو پہ سے عزت آفتاب
نیا ہی کا جلوہ پہین سپہر ‏ کہے تو ہوئی رشک شمس قمر

لگی اسطرح اپنے دلدار سے
بہا دل جو دونو نکا رونے لگے
ہوئی اتنی الفت بہی جانکو ٭
کیا اسقدر اونسنے شور و فغان
وہ آپس مین ملکر کے رونے لگے
لگی رونے چہاتی لگا نازنین
نثار اوسپہ ہونے لگی شوق مین ٭
کبہی لب سے لب کو ملاتی تہی وہ
فدا مثل پروانہ وہ نازنین
کبہی اوسکی گالونکو بوسا دیا
ہٹی جب نہ رونے سے وہ دلربا
کہا اوسکو مہر النسا نے سنبہل
تو ہاتہو مین تہام اسکا گلفام دل
یہی ہے اگر تیرا شور و بکا ٭
لگا اسکو چہاتی محبت سے تو
بہت دیر تک گریہ زاری رہی
وہ پونچہہ اشک آنکہون سے اور گال سے

کہ بلبل ملے جیسی گلزار سے
غرض جان شیرین کو کہونے لگے
نثار اپنی کرنے لگی جان کو
ہوئے چشم تر جملہ پیر و جوان ٭
زمین و فلک تہرتہرانے لگے
گرانے لگی اشک زہرہ جبین
کہے تو لگی چومنے ذوق مین
تعشق کا عالم جتاتی تہی وہ
لگی ہونے اوس گل پہ زہرہ جبین
شب وصل کا بس بہروسا دیا
کیا اوسکو مہر النسا نے جدا
تو اتنی نہ جامہ سے باہر نکل
کیا ہے تپ ہجر نے مضمحل ٭
تو رو رو یہہ مرجائیگا یہہ لقا
پلا ساغر وصل الفت سے تو
وہ آپس مین شکوہ گذاری رہی
چہٹی الغرض غم کے جنجال سے

ملا موہنہ سے موہنہ گال سے گال کو
کہا شاہزادی نے ای گلبدن
ترے ہجر مین مینے کہا یا نہین
مجھے تجھ سے ملنے کی کب آس تھی
نہ آنکھو مین کاجل نہ مسّی کی دہج
مین راتونکو فرقت مین سوئی نہین
جدائی نے تیرے رولایا مجھے
نہ مونس کوئی اور نہ دلسوز تھا
کبھی کھینچتے تھی مین آہونکے تیر
کبھی لیلی مجنونکو پڑھنا مجھے
کبھی ہان خوش کے کہایا نہین
نہ بالونمین کنگھی نہ موباف تھا
کبھی بال بکھرے سنوارہ نہین
چھپر کھٹ پہ سوئی نہین زینہار
سحر تک ستارونکو گنتی تھی مین
جدائی نے تیری ستایا مجھے
کہا شاہزادہ نے ای ماہتاب

کہا شاہزادی نے احوال کو
کیون کیا جو گذرا ہے رنج و محن
کسی غیر سے دل لگا یا نہین
خدا جانے ہر دم اجل پاس تھی
ترے ہجر مین سب گئی بھول سج
وہ تھی کونسا ساعت جو روئی نہین
تپ غم نے ہر دم جلایا مجھے
شب تیرہ سے بدتر از روز تھا
کبھی بیٹھہ پر بیتی تھی بدر منیر
طرح ماہ النور کی گھٹنا مجھے
کبھی آپکو مین بنا یا نہین
زن بیوہ کی طرح سے صاف تھا
پہنے میلہ کپڑے اوتارہ نہین
رہی ہر گھڑی چشم زارو نزار
غرض کیا کہون سر کو دہنتی تھی مین
خس و خار او پہ سلایا مجھے
کہون کیا جو گذرا ہی رنج و عذاب

پڑی تہی ہاتہہ پاؤن مین زنجیر تہی
اکیلا اندہیرے مین روتا تہا مین
کسی نے نہ مجہہ پر ترحم کیا
سدا تیری الفت مین اور یاد مین
جہان بیٹہنا آہ کرنا سبہی
نہ کہانے نہ پینے سے کچہہ کام تہا
تیرا ہجر دل کو گنوارہ نہ تہا
دلو نکی برابر وہ گہڑیان ہوئی
ہوا مجہہ پہ اک روز اک سال کا
جہان تنگ تہی زندان کے دیوار و در
وہ تاریک تہا ایسا رہنے کا گہر
ہوا وہان جو چلتی تہی اک سیمبر
در و بام تہی اژدہا بالیقین
محافظ جو تہا بر سر جنگ تہا
مین چاہا کیا سب سے بس داد کو
سدا ہجر مین تیرے دلدار مین
مجہے ساقیا دی مئے ارغوان

نکلنے کی کوئی نہ تدبیر تہی
سدا اشک سے مونہہ کو دہوتا تہا مین
غرض سب نے دست تظلم کیا
شب و روز کرتا تہا فریاد مین
دم سرد حسرت سے بہرتا مجہے
زبان پر تیرا ہر گہڑی نام تہا
قضا کی مقابل مین چارا نہ تہا
جو آنکہین تہین سامنا کی گہڑیان تہی
بیان کیا کرون غم کے جنجال کا
بیان کیا کرون الحذر الحذر
جہنم سدا جیسے مانگے حذر
کہون کیا کہ تہی رشک نار سقر
جہنم کا طبقہ تہا ساری زمین
ترحم وہان لاکہہ فرسنگ تہا
نہ پہونچا کوئی میری امداد کو
رہا مثل نرگس کی بیمار مین
کہ شہر مطالب کو پہونچون دہان

بہت دن ہوئے گہر کو چہوڑے ہوئے   رفیقوں سے مونہہ اپنا موڑے ہوئے
وہ مہر النسا اور وہ ابنِ وزیر   دیارِ محبت میں ہم بے نظیر
بہم مل کے بیٹہے جو اک رات وہ   لگے کہنے آپس میں پہر بات وہ
کہا اوسنے اے رشکِ بدرِ منیر   ترے دامِ الفت میں ہوں میں اسیر
تری بحرِ الفت میں ڈوبا ہوں میں   نہیں جانتا آپکو کب ہوں میں
ترے زلفِ مشکین سے نے مارا مجہے   رخِ لالہ گون نے پچہاڑا مجہے
جدائی تری مجہکو بہاتی نہیں   محبت تری دل سے جاتی نہیں
یہانتک ہوئی ناتوانی مجہے   سرِ مو ہوا اب گرانی مجہے
نہ کہاتا نہ پیتا نہ سوتا ہوں میں   سدا ہجر میں تیری روتا ہوں میں
تعشق ترا اب ستانے لگا   جگر کٹ کے آنکہوں سے آنے لگا
کبہی سرکو قدمونپہ دہرتا تہا وہ   دمِ سرد حسرت سے بہرتا تہا وہ
محبت کو اپنی جتانے لگا   گریبان کے ٹکڑے دکہانے لگا
کبہی اوسے مونہہ پہیر لیتی تہی وہ   کنکہیوں کبہی دیکہہ لیتی تہی وہ
کہڑے سے کہڑی کو بجاتی کبہی   ادا ناز غمزہ دکہاتی کبہی
کبہی اپنی انگیا اوٹہاتی تہی وہ   تنِ یاسمین کو دکہاتی تہی وہ
سنوارہ کبہی اپنی پشواز کو   ٨٠   دکہایا کبہی اپنے انداز کو
کبہی نیچی نظروں سے گاہے بلند   کیا ہر طرح سے اوسے دردمند

جلایا کبھی گاہ مارا اوسے ہنسایا کبھی گہہ رولایا اوسے
کبھی رے جیسے رخکو مقابل کیے کبھی تیر غمزگان نے گہایل کیا
کرن پہول اور جہومکونکی بہار دکہا کر کیا اوسکے دل کو فگار
کبھی اپنی کرتی کو سر کا دیا تعشق کی آتش کو بہڑکا دیا
چہپایا کبھی رخ کیا گہ عیان کیا ہر طرح اوسکو نیم جان
کہا اوسکو مہر النسا نے چلو تصدق کسی اور پر چلکے ہو
پریزاد ہوکر سگے روتا ہے تو بہلی جنگی جان اپنی کہوتا ہے تو
کہا اوسنے کیا مینے مارا تجھے برا یا بہلا کہہ لیکا را تجھے
اگر پاس ہے تجہکو کچھ بالکا تو لے نام میری ملاقات کا
جو بوسے کا میرے طلبگار ہے مجہے بہی تیرا وصل درکار ہے
یہی بات چاہو مین بہی بدل تیرا ہی نکل جائے ایمان دل
تیری خوش نصیبی سے گر تاب اگر وصل جانا سے ہو کامیاب
رہین پہر آپس مین باہم گہہ نہ دشمن کا خطرہ نہ چور ایکا ڈر
توقف نکر اور نہ تاخیر تو بہت جلد کہہ اسمین ہار پیر تو
کہا اوسنے لے ہاتہ مین ہاتہ کو تجہو چہوڑ دونگا تا حشر مین ساتہ کو
سلیمان کی سوگند کہاتا ہون مین تجسس مین اب اسکے جاتا ہون مین
مجہے یاد آتا ہے وہ توڑ جوڑ فلک پر سے لاؤن ستارہ نکو توڑ

معزز ہون ملک پرستان مین
مقرر ہون تو ہمسری جا نہین

حضور شہنشاہ جاتا ہون مین
کوئی دم مین بیاہ اوسکو لاتا ہون مین

کرون عقد مین اور باہم وصال
اگرچہ یہہ ہے بات دور از خیال

بجالاؤنگا سب تیری کام مین
رہونگا اطاعت مین مدام مین

شرائط بجالاؤن اقرار کی
قسم ہے مجھے زلف دلدار کی

کرون گر پریزاد کو پیار مین
تو ہونگا تیرا البس خطاوار مین

سزا جو ہو مجرم کی وہ دیجئے
مچلکا یہہ ہے مجھسے لکھا لیجئے

مچلکا لکھا الغرض اس قرین
بغیر حکم تیرے نہ جاؤن کہین

نامہ بطرف بادشاہ

فلک مرتبت غیرت آفتاب
تنومند مانند افراسیاب

عدل گستر و شاہ گیتی پناہ
خداوند تاج و خداوند جاہ

لکھا ہے مجھے القاب کے یہہ رقم
سکندر نژاد و فریدون حشم

مین اسے شاہ ہون ابن فیروز شاہ
خجالت سے ہے انجم و مہر و ماہ

کوئی مجھکو خدمت عطا کیجئے
شاہی مین اپنی بلا لیجئے

حسب اور نسب میرا جون ماہتاب
اسم بامسمی ہون با آفتاب

لیاقت میری جزو کل پر عیان
ہے شاہد غرض اسکا سارا جہان

ہین دو تحفہ بھی اس سے برنا و پیر
کہ مین شیفتہ دختر کا شاہ و وزیر

اگر دل میں اس بات کا ہے خیال   کہ ہے پاس اپنے بہت ملک و مال

ہماری مقابل نہیں آپ ہیں   کہ جس مرتبت کے میرے باپ ہیں

کئی لاکھ ہاتھی کئی لکھ سوار   مغرق جواہر میں لیل و نہار

یہہ خوبی ہے بس اپنے ابا کی   کمی کچھ نہیں ملک اور مال کی

ہزاروں خواص اور ہزاروں غلام   سلامی کو حاضر ہیں شاہان تمام

کہ حضرت سلیمان علیہ السلام   جن و انس اور سب کے ہیں وہ امام

ہیں سب حکم کے اونکی فرمان پذیر   جہاں تک ہیں عالم میں برنا و پیر

ہماری تمہاری قرابت ہو گر   تعجب ہے کیا اس میں ای دادگر

غرض یعنی دختر مجھے دیجئے   وگرنہ مقابل میرے ہو جیئے

پریشان کرونگا پرستانکو   نہ چھوڑونگا ہرگز نہی جانکو

لڑائی کرونگا بہت سخت میں   غرض چھین لونگا ترا تخت میں

اگر صلح خواہی نہ خواہیم جنگ   وگر جنگ جوئی نباشد درنگ

لڑائی کا جب گرم بازار ہو   پریزاد جتنا گرفتار ہو

یاروں کو اکدم میں کشتہ کروں   خدا جانے کتنوں کی پشتہ کروں

رہے پھر نہ باقی کوئی مرد پیر   تہ تیغ آوین صغیر و کبیر

بہے اسقدر خون بس دشت میں   کہے تو کہ لالہ اوگا کھیت میں

نریمان و رستم وہ اسفندیار   نہ تھے میری مانند خود شہریار

مہر اپنے مکتوب پر کر شتاب | دیا نامہ جو کو لطیف آب و تاب

جواب نامہ

سر نامہ حمد خدا ہے قدیر | کہ ہے کردگار و سمیع البصیر
خدائی اوسی کو سزاوار ہے | کہ روزی دہ جملہ جاندار ہے
جہان دار ہے اور جان آفرین | خداوند ہے آسمان و زمین
زمین و فلک مین جو ہے نیک و زشت | اوسی سے ہے خوش سبکی ہے سرنوشت
غنی کو کرے گاہ محتاج وہ | گدا کو کرے صاحب تاج وہ
اوسی نور کا پرتو ہے آفتاب | اوسی سے ہے روشن سدا ماہتاب
اوسی سے حیات و اوسی سے ممات | اوسی سے ہے جنبش اوسی سے ثبات
اوسکا ہے گوہر اوسی کا ہے سنگ | وہ ہر رنگ مین رنگ ہے بیرنگ
اوسیکا ہے بلبل اوسیکا ہے گل | اوسیکا ہے جز اور اوسیکا ہے کل
اوسی سے ہے انجم اوسی سے ہے ماہ | اوسی سے ہے سفید اور اوسی سے سیاہ
اوسی کی محبت مین اور شوق مین | سدا پاک دامن ہے گل ذوق مین
وہی بود ہے اور نابود ہے | وہی الغرض سبکا معبود ہے
ہزارون درود اور ہزارون سلام | ہو مرسل حق پاک خیر الانام
جو اصحاب ہین اوسکی پاک دین | چراغ ہدایت ہین وہ بالیقین
ہوا خط کے پڑھنے سے معلوم حال | ترا ملک ہے اور بہت کچھ ہے مال

دُر و لعل و یاقوت دیبا حریر — غرض ہر طرح کی ہے دولت کثیر
بفضل خدا یہان بھی ای داد گر — بڑا ملک ہے اور بہت کچھ ہے زر
بیان کیا کرون ملک اور مالکا — نشان ہر فلک اپنے اقبالکا
کسی شے کا مین نہ درماندہ ہون — صف جنگ کرنے کو آمادہ ہون
طبیعت مین ہرگز نہ پیکار ہے — صلح الغرض مجھکو درکار ہے
جو نامہ مین شادیکا مذکور ہے — دل و جان سے یہ بات منظور ہے
جدائی سے بیٹی کی رنجور ہون — مگر حکم خالق سے مجبور ہون
تامل نہ کیجیے شتاب آئیے — کہ جاہ و حشم اپنا دکھلائیے
بڑی اک تجمل سے اور شان سے — ملاقات کیجیے بنی جان سے
بہت جلد آنیکا سامان کرو — میرے گھر کو رشک گلستان کرو
توقف کرو اور نہ تاخیر تم — کرو جلد آنی کی تدبیر تم
شتابی سے نامہ کا لکھکر جواب — کہے تو دیا نامہ بر کو شتاب
دیا حکم شہ نے کہ بازاریان — کرین سب دوکانونکی تیاریان
غرض بادلہ پوش بازار ہو — جہان اونچا نیچا وہ ہموار ہو
دوکاندار ساری زری پوش ہون — مئی شادمانی سے مدہوش ہون
خبر سنکے شادی کی برنا و پیر — ہوئی شادمان سب صغیر و کبیر
خوشی کی اوٹھی جو دلونمین ترنگ — کہے تو کہ ہونے لگا راگ رنگ

محل مین جدا رنگ ہونے لگا
خوشی کا غرض ڈہنگ ہونے لگا

پری اور پریزاد بجنے لگے
غرض ساز شادیکی بجنے لگے

دہری نوبتین جا بجا شہر مین
ہوا غلغلہ جا بجا دہر مین

سلاطین کو مکتوب جانے لگے
خبر سُنکے شادیکی آنے لگے

عزیز و اقارب امیر و وزیر
لگی آنے ملکو لینے برنا و پیر

خوشی کی دلو مین تہے سب کی امنگ
کئی دن ہوا بیشتر راگ رنگ

زمین تا فلک شادمانی ہوئی
ہر اک کی تئین کامرانی ہوئی

داستان شادیمین افتاب اور ماہتاب کے

پلایا ساقیا ارغوانی شراب
دولہا بنکے نکلے ہے اب افتاب

پری اور پریزاد غلمان و حور
خرامان ہین وحش و طیور

جہان تا جہان بلکہ از مور و مار
کہون کیا کے خلقت ہی ہزدہ ہزار

خوشیکا جہاتا جہان رنگ ہے
طنبورا کہین اور کہین چنگ ہے

ترنم سراہین امیر و وزیر
زری پوشش سیار ہی صغیر و کبیر

نجومی و رمال اور سب نے گن
مقرر کیا ایک شادیکا دن

بُرائی بہلائی کا کر کے خیال
مقرر کیا سب نے روز وصال

کئی دن کے پہر بعد آیا وہ روز
چڑہا بیاہ سے نے ماہ گیتی فروز

وہ کہلا گیا رنگ بس اسقدر
ہوئی زعفران زار دیوار و در

پری اور پریزاد سب رنگ پوش — غرض شادمانی کا ہر جا خروش
ادہر اور ادہر ہر طرف رنگ تہا — زمین و فلک دیکہہ کر دنگ تہا
کہین قمقمہ اور پچکاریان — نئے سر سے شادی کی تیاریان
پرستان سے تا باقائی شام — کہے تو کہ تہی رنگ کی دہوم دہام
اوسی رنگ کا رنگیا ہے رمق — نمایا جو ہے آسمان پر شفق
چڑہے بیاہ نے سب امیر و وزیر — جلو مین غرض سب صغیر و کبیر
ہوادار پر کوئی رتہہ پر سوار — کوئی پالکی نالکی پر سوار
کوئی بہیہ لگی پہ جانے لگا — کوئی سیج گاڑی منگانے لگا
چلے ہاتہیون پر امیر و وزیر — زری پوشش جملہ صغیر و کبیر
کسی نے کہا سانڈنی کو لگاو — کسی نے کہا اسپ تازی کو لاو
کہا ایک نے دوسرے پکار — برابر برابر چلین جو بزار
کوئی شملہ ٹیکی کو سیجنے لگا — خوشی مین کوئی آپ کہنچنے لگا
کوئی تیغ بندی اوٹہانے لگا — زری اور بکتر لگانے لگا
کوئی نیمچہ کو سنبہالے ہوئے — کوئی پشت پر ڈہال ڈالے ہوئے
زری پوشش حد ہزارون سوار — خرمان خرمان یمین و یسار
تہی آراستہ پلٹنین اسقدر — کہے تو اوتر آئی شمس و قمر
سنہرے مغرق نشان و علم — وہ ماہی مراتب و جاہ و حشم

کئی لاکھ سقہ بصد آب و تاب — چھڑکتے ہوئے راستوں میں گلاب
بہ شاخی کہیں پنج شاخی کہیں — کہیں مشعلیں لالٹینیں کہیں
عماری میں سونے کی دولہ سوار — ادہر اور اودہر ہر طرف چوبدار
سوار اور پیادوں کی کیجے شمار — ہزاروں پیادہ ہزاروں سوار
نقیبوں کی آواز آگے بڑھو — خداوند نعمت ذرا بڑھ چلو
بجی نوبتیں جا بجا دہوم سے — تماشہ کو خلقت چلی روم سے
نفیری کہیں اور کہیں بوق تہا — تماشائیوں کو بہت ذوق تھا
بجاتا کوئی دایرہ ہاتھہ میں — تماشہ کی خاطر کوئی ساتھہ میں
غرض سنکے شادی کا جوش و خروش — تماشہ کو نکلی زن پردہ پوش
زن پیر جو تہی نو دستا لگی — چلی دیکھنے وہ ہنگاما لگی
زن باکرہ الغرض ہو سوار — کہے تو چلی وہ بہی کرکے سنگار
جو عابد تہی گوشہ نشین دیر میں — وہ اوٹھی تماشہ کو بس شہر میں
جو سوتا تہا بیدار ہونے لگا — نشہ میں تھا ہشیار ہونے لگا
ہوئی اسقدر خلق اطراف کی — زمین تنگ ہوئی جیسے کہ قاف کی
ہوا اتنا انبوہ کثرت سے بس — ہوئی جیسے محجوب مور و مگس
پڑا ماہ سے تا بہ ماہی جو شور — کہے تو نکل آئی سن مار و مور
زن و مرد سارے ہی زری پوش تہے — ہی شادمانی سے مدہوش تہے

سجا اسقدر شہر و بازار تھا | کہے تو کہ صد رشک گلزار تھا
شہرارہ و پہلاوہ سامان تھا | گلی کوچہ رشک گلستان تھا
یہان اور وہان ہر طرف دہوم دہام | پری اور پریزاد کا اژدہام
ہوئی اتنی عالم مین شادیکی دہوم | لگے جہانکنے آسمان سے نجوم
در شاہ تب اوسکو آیا نظر | لٹایا بہت الغرض سیم و زر
جو مفلس تھے اکثر تو نگر ہوئے | امیر اوسکی دولت سے گہر گہر ہوئے
لگی جو خیابان چہوٹنے اور انار | دہواندہار عالم ہوا ایکبار
ہر یکی وہ تو ہین غرض ایکبار | کہے تو لگی چہوٹنے اک ہزار
زن و مرد کی اتنی کثرت ہوئی | کہے تو جمع ساری خلقت ہوئی
سوارونکا اور پلٹنون کا ہجوم | قیامت غضب باجے والونکی دہوم
محل والیونکی یہہ کثرت ہوئی | کسیکو نہ اکدم کی فرصت ہوئی
کو میہمانونکے آرام مین | کہے تو کہ پہرتے تہی بس کام مین
کسیکو کوئی پان دینے لگی | کسی سے کوئی ہنسکے کہنے لگی
نہین آپکی مجہسے خاطر ہوئی | یہہ بندی تو البتہ قاصر ہوئی
تمہے جو کوئی چیز درکار ہو | کہو مجہسے ایکدم مین طیار ہو
کسی نے کہا کام ہیگا ضرور | میرا بخشیو معاف کیجو قصور
کوئی ہنسی ملنے لگی نازنین | کوئی پان کہانے لگی یہہ جبین

کوئی صاف کرنے لگی نور تن
کوئی مسکرانے لگی گلبدن

کوئی مانگ دلبر جمانے لگی
کوئی ٹیکا جہومر لگانے لگی

کسیکی تہی وہ اوڑہنی کو دہنک
پڑے جسکی ستہر قدم پر چمک

کوئی عطر کپڑونکو ملنے لگی
کوئی لعل و نیلم سے پہننے لگی

لگی اوڑہنی لبس ڈوپٹہ کوئی
لگانے لگی موڑ ہٹپہ کوئی

کوئی منتظر دریہ بارات کی
کوئی منتظم گہر مین عورات کی

محل مین عجب راگ اور رنگ تہا
کہ زہرہ سے جسے دیکہکر دنگ تہا

وہ دلچسپ نوبت کی پیہم ٹکور
وہ آمد کا بارات کے زور شور

چلی دیکہنے کوئی بارات کو
خرامان خرامان مدارت کو

وہ خلقت کا ہر طرف مین اژدہام
وہ آنے کی بارات کے دہوم دہام

ہر اسن کا گانا وہ شادیکی شب
غضب ہے غضب ہے غضب ہے غضب

عزیز و اقارب سبہی خاص و عام
ادہر اور ادہر از پئے اہتمام

تہی آراستہ بزم وہ اسقدر
جسے رشک کہا دیکہہ شمس و قمر

ہزارون قنادیل بلور کی
مقابل ہون جو شعلۂ طور کی

تمامی کی پردہ سے چمکتے ہوئے
در و بام سارے جہمکتے ہوئے

بچہا مخملی فرش وہ زر نگار
فدا ہو سدا جسپہ باغ و بہار

وہ بوٹہ تہا بر زیب قالین کا
گمان جسپہ ہو ماہ پروین کا

دہرے حقہ ہر طرف بلور کے
طلائی جڑاؤ وہ سب فرشیان
زری کے وہ نیچے جھمکتے ہوئے
خمیرا بہت خوب اور بے نظیر
وہ سونیکی منہال اور وہ چلم
لگے پینے ساری امیر و وزیر
سنئے ساری محفل کے انداز تہی
او تہی اک پری مثل ابر بہار
قیامت غضب راگ گانے مین وہ
وہ تبلہ کی تہاپ اور سرنگی کا تارہ
تہ و بالا سب کر دیا آن مین
یہہ تہا سحر کافر کی ہر تان مین
بھگتیے اور نقال کے چوکیان
نئے سوانگ ہر دم دکہاتی تہی وہ
وہ چہپ چہپ اپنی رنڈیان دکہانی لگین
کہون تمسے کیا اوس گہڑی کی بہار
گذر جب گئی لطف سی زیادہ شب

سبہی تو کہ قبہ سے تہے وہ نور کے
تماشائی تہے جنکے سب عرشیان
زحل کی طرح سے چمکتے ہوئے
کہ تہا سیب جنت سی جسکا خمیر
جو مردہ بہی ہو سے تو آجائے دم
سبہی تو کہ جملہ صغیر و کبیر
تمامی سے سب زیر انداز تہے
شتابی سے کر کے بناؤ سنگار
لگا دی غرض اگ پانے مین وہ
قیامت غضب ماہ رو کا سنگار
غرض حشر تہا اوسکی فرما نمین
اوٹھے مردہ صد سالہ اک آن مین
قیامت غضب اونکی وہ غمزیان
عجایب فسانہ سناتی تہی وہ
غزل اور ٹہومری کو گانے لگین
قیامت غضب نائکا کا سنگار
ہوئی غور بین پھر تو مصروف سب

گواہ اور قاضی نے پھر نکاح
مہر کی جو تعداد کیجے شمار
کہ انکو الف دام دینا تھا وہ
پیالہ کا پھر دور ہونے لگا
پیا سب نے شربت ہوئی شادمان
ہوئی رسم پھر عطر اور پان کی
وہ گانا بجانا ہوا اسقدر
وہی ناچنا رکھہ چھاتی پہ ہاتھہ
ہوئے مست سب اہل مجلس وہان
سبھی خندہ زن تھے امیر و وزیر
محل مین وہ دولہ کا آنا عجب
کوئی کھول مصحف چھپانے لگی
دولہ اور دولہن کو بیٹھا ایک جا
کوئی گھیر مونہہ کو لگانے لگی
کوئی ساغر می پلانے لگی
کوئی نام رو جلکے چندی شدم
سہاگا گئی اک لگا کان مین

خوشی سے غرض بڑھ دیا پھر نکاح
جواہر گئی لاکھ اسّی ہزار
غرض تہنیت سب سے لیتا تھا وہ
یہان اور وہان شور ہونے لگا
لگا رقص ہونے غرض ہر وہان
چھوارے کی اور مغز بادام کی
ہوئی وجد مین ساری دیوانہ وار
تھرکنا مٹکنا ادا ہو گئی ساتھہ
غرض شادمان ساری پیر و جوان
مگر چپ تھا وہان ایک بدر منیر
وہ رسمو لگا ہونا قیامت عجب
کوئی آئینہ کو دکھانے لگی
لگی ہونے صدقہ کوئی دلربا
کوئی اوسکو مصری چبانے لگی
کوئی مغز پستہ چبانے لگی
لگی سورہ اخلاص کا پڑھنے دم
کھلا کچھہ گئی اک ملا یا نہین

کھینے انگوٹھی دولہ کی نکال / غرض ہاتھہ مین دی وہ دولہن کے ڈال
کھینے ڈوپٹہ کا انچل اوٹھا / کہے تو دیا بس دولہ کو اوڑھا
کوئی سمی گئی اوسکو بس آن کر / کوئی دے گئی گالیان جان کر
پھرین ہر طرف ناچتی گاتیان / کسیکی مروڑے کوئی چھاتیان
ادہر اور اودہر کوئی گھونگٹ نکال / مٹکتی چلے پائچون کو سنبھال
کوئی گرد پھرنے لگی شوق مین / بجانے لگی تاڑیان ذوق مین
بجاتی پھرے کوئی توڑے چھڑے / غرض شادمان سارے چھوٹے بڑے
کوئی قندلب اور کوئی لعل لب / خرامان خرامان غرض سب کی سب
کہین ہم سنین اور ہم جہولیان / کہین پیاری پیاری غرض بولیان
کسیکی کوئی پھول مارے کہین / کسیکی کوئی دھول ماری کہین
کہین شوخیان اور کہین گالیان / کہین تاڑیان اور کہین تالیان
زنانے کی جب ہو چکی سب رسوم / ہوئی پھر رخصت کی عالم مین دھوم
سجی ایسی اوس شب کو بس ماہتاب / کہے تو تصدق ہون سو آفتاب
سواہا جوڑا رنگ کر پہنایا اوسے / کڑے اور چھڑے سے سجایا اوسے
وہ کنگھی وہ چوٹی وہ نتھہ کی پھبن / ہنت کی وہ انگیا وہ گوری بدن
وہ چوٹی گندہی نور کی صاف صاف / جھلکتا ہوا بادلہ کا لحاف
سنہرا روپہلا وہ لہنگی کا جال / نزاکت سے چلنا دوپٹہ سنبھال

دُر و لعل نیلم پہنایا اوسے
جواہر کا پتلہ بنایا اوسے

زمرد کا کب گوشوارہ تہا وہ
کہے تو صبح کا ستارہ تہا وہ

گلے مین جو جگنو چمکنے لگا
یہ وہ مشتری اوسکو تکنی لگا

دُر و لعل نیلم کی ہیکل جڑی
گلے سے لگا تا بہ سینہ پڑی

اونگوٹہی زمرد کی وہ بے نظیر
سدا جسپہ صدقہ ہو بدر منیر

ملا اسقدر عطر اندام مین
کہ خوشبو گئی جسکی بس شام مین

دولہن کی لپٹاوٹ وہ بو اور باس
عطر کی مہک اور وہ سوہا لباس

لپٹ ہار پہلو نکے ہر سو غضب
ہنسی ہنسی مہندی کی خوشبو عجب

دولہ کی سجاوٹ دولہن کا سنگار
عجب وقت تہا اور عجب تہی بہار

مراسن کا گانا وہ ڈہولک کی دہن
جگر چاک ہوتا تہا زہرہ کا سُن

وہ گوری کا جوبن وہ گالی کا رنگ
جوانیکا سن اور وہ دلکی اومنگ

وہ دہولکا بجنا نفیری کی ساتہہ
دولہ اور دولہن کا وہ آپس مین ہاتہہ

کرون گر جہیز اوسکا سارا بیان
ختم ہونہ تا عمر یہہ داستان

مگر مختصر کچھہ سناتا ہون مین
جواہر کا دریا بہاتا ہون مین

کئی لاکہہ جوڑے وہ کمخواب کے
مقابل جو ہوتے تہی مہتاب کے

تمامی کے جوڑی چمکتی ہوئے
سنہرے رو پہلے جہمکتے ہوئے

کئی لاکہہ زیور جواہر نگار
طلا اور زمرد دیا بے شمار

غلام و کنیزک شتر بار دار سنہری روپہلی زربف بے شمار
بہت اسپ کوتل بزین و لگام زری اور بانات کی سب خیام
سنہری کئی خوان اقسام کے مٹھائی کے اور مغز بادام کے
دوا ہے کے دولہن کو آغوش مین خراماں خراماں چلا جوش مین
وہ مجمع اقارب کا رخصت کا وقت نقل ہے کہ یہہ وقت ہوتا ہے سخت
ادہر ہونا دولہن کا پیر چشم نم عزیز و اقارب کا رونا ستم
طوائف کا ہو کہہ لگانا عجب بداعی کا گانا قیامت غضب
وہی خوب جانے جسے درد ہو تعشق کے عالم مین جو فرد ہو
دولہن سب سے مل ملکے رونے لگی دُرِ اشک سے مونہہ کو دہونے لگی
کہا ماں نے بیٹی کو آنسو نکال ذرا میری عزت کا رکہنا خیال
خدا کو مین سونپا تجھے ماہتاب نہ کہنا کبھی دل مین کچھہ پیچ و تاب
کہڑی بیٹھی جو وہان تہی چہوٹی بڑی دُرِ اشک کی آنکہہ سے تہی لڑی
کہ اتنے مین دولہہ نے آکر اوٹھا دیا بس محافہ کے اندر بٹھا
چلی اسطرح جیسے وہ ہو کر سوار کہ جسطرح گلشن مین بادِ بہار
محافہ اوٹھا کہ چلے جب کہار اوسی دم کئی لاکھہ گوہر نثار
تصدق کیا اسقدر سیم و زر کہے تو ہوا شہر سونیکا گھر
چلے سارے گہوڑے کوداتے ہوئے لٹا لوٹکے بہری اوڑاتے ہوئے

دکھاتا ہوا شوکت و شان کو
وہی پلٹنین اور وہی اژدہام
وہی ہاتھیون پر امیر و وزیر
طوایف وہی اور وہی بہانڈ بس
وہی بادلہ پوش بازار کل
دوکانونکی پردہ چمکتے ہوئے
وہی اسپ تازی مغرق تمام
وہی پیچ گاڑی وہی بگہیان
محل سے لگا تا بہ نوشہ کے گہر
وہ رہتا تہا گل جس شبستانمین
وہ سب بادلہ پوش دالان تہا
دلہن کے جب آنے کی شہرت ہوئی
محل والیان غل مچانے لگین
مبارک سلامت لگین بولنے
دلہن کو اوترا کے دالانمین
کوئی صدقہ بکری کو کرنے لگی
کوئی تیل اور ماش کو بار بار

تماشا ہوا جن و انسان کو
وہی شادمانی وہی دہوم دہام
وہی سب زری پوش برنا و پیر
وہی چلنا مخلوق کا پیش و پس
تماشا یونکا وہی شور و غل
دوکاندار سارے جہمکتے ہوئے
وہی بادلہ پوش سب خاص و عام
خرامان خرامان وہی رنڈیان
ہزارون زن و مرد ادہر اودہر
اوتارا غرض اوسکو دالانمین
عروسانہ بس اوس مین سامان تہا
محل مین عجب ایک عشرت ہوئی
شبستان کو سر پر اوٹہانے لگین
نشاط و طرب کی گرہ کہولنے
ہوئی ساری مصروف سامانمین
ادہر اور اودہر کوئی پہرنے لگی
کہے تو لگی کہنے اونپر نثار

دلہن کی کوئی گود بھرنے لگی
دل و جان نثار اوسپہ کرنے لگی

یہاں کی بھی رسمیں ہوئیں ساریاں
وہیں ناہرو کی تیاریاں

زری پوشش ساری محل ڈالیان
دکھاتی پھریں ہرطرف بالیان

کسیکا تھا جوڑا بسنتی رنگا
دُر و لعل نیلم سراسر جڑا

کوئی اپنی چنپا کلی کو سنوار
کہے تو چلی دیکھنے کر سنگار

کوئی گوندہ چوٹی بہن نورتن
خرامان خرامان پھرے گلبدن

پریزاد ساری لہکتی ہوئی
در و بام ساری مہکتی ہوئے

جو مہر النساء اوسکی ہمراز تھی
قیامت غضب اوسکی پشواز تھی

کناریکا جوڑا وہ گلفام کا
جگہ جسپہ پکڑے ہو بہرام کا

اگر دیکھ لے چرخ اوسکی بہار
کہے تو کرے ماہ و خور کو نثار

پری ہو کوئی یا کہ انسان ہو
ہر اک آن پر اوسکی قربان ہو

لگا جا بجا ہونے بس راگ رنگ
کسی جا پہ ڈھولک کسی جا پہ چنگ

مراسن کا گانا وہ شادیکا دن
قیامت غضب تسپہ تھی شامعن

ولیمہ کی پھر اوسنے تدبیر کی
عزیز و اقارب کی توقیر کی

پکائے بہت کھانے اقسام کے
کہیں مصر کے اور کہیں شام کے

کھلایا غرض اوسنے سبکو طعام
چہ اعلی چہ ادنا چہ باندی غلام

مطبخن کی اسدرجہ کثرت ہوئی
ہر اک کھانیوالی کو نفرت ہوئی

نزہر دار اسقدر جو کہا نہ ہوا — ہر اک کی زبان پر فسانہ ہوا
گئے دو لو اوٹھکر کے خلوتین جب — علحدہ غرض ہو گئین سب کی سب
لگی ہونے آپس مین جب چھیڑ چھاڑ — کئی بند مہر النساء نے کیواڑ
چقین اور پردہ جواہر نگار — کہے تو دیئے چھوڑ سب ایکبار
جو تہین ہمنشین اور ہمراز بس — ادہر اور ادہر ہو گئین پیش و پس
ادہر اور لو دہر سب گئین کام کو — بہانہ سے بس چھوڑ گلفام کو
لگا رہی وہ ہر طاق دیوار کا — جگر جسپہ ٹکڑہ ہو گلزار کا
چقین اور پردہ چمکتے ہوئے — اوقیچی زری کے جھمکتے ہوئے
وہ لیٹی ہوئی بادلہ سے زمین — سراپا لطافت مین عرش برین
وہ روشن تھے یون جھاڑ بلور کے — منور ہون اشجار جون طور کے
پلنگ کی سجاوٹ دلہن کا سنگار — سراپا لطافت سراپا بہار
وہ بٹنی کی بو باس مہندی کا رنگ — عروسے کی راتین دلونکی امنگ
وہ لے ہاتہہ مین ہاتہہ گلفام — لگا چومنے منہہ گل اندام کا
کیا اسقدر اوسنے بوس و کنار — جواہر کی انگیا ہوئی تار تار
لگی ہاتاپائی مین وہ ہانپنے — غرض چہولی کپڑونکو بس ڈہانپنے
ہوئی اسقدر ہاتاپائی مین چھوٹ — جہانگیریان سب گئین اوسکی ٹوٹ
کہا اوسنے کتنا ارے چھوڑ چھوڑ — لیا اوسنے آخر کمر بند توڑ

چڑھا وہ نشہ آدمی زاد پر
گیا بیٹھ آخر پری زاد پر

لگا کرکے چہاتی مسلنے لگا
کبھی تو کہ پہلو بدلنے لگا

ہم آغوش ہوتا کبھی شوق مین
لبونکو کبھی چومتا ذوق مین

مروڑا کبھی اوسنے پستانکو
غرض خوب رگڑا بنی جانکو

کبھی لب بلب اور کبھی کف بکف
دیا ڈال موتی درونِ صدف

جو مقصد تہا دل کا وہ پورا ہوا
جواہر کی انگیا کا چورا ہوا

کبھی دستہ بوسی کبھی لب بلب
کبھی بادہ نوشی بعیش و طرب

اسی لطف مین شب وہ آخر ہوئی
کبھی تو کہ بس صبح ظاہر ہوئی

نہا دہو کے دونو بصد آب و تاب
خراماں خراماں چلی کامیاب

گئی دن مین آیا وہ چوتھی کا روز
بہت خوش ہوا ماہ گیتی فروز

عزیز و اقارب امیر و وزیر
ہوئی رونق افزا صغیر و کبیر

علحدہ علحدہ ملاقات کی
غرض ہر طرح سے مدارات کی

ہوا پہر بہوڑا اوسی شان سے
نہ زر و زیور و ساز و سامان سے

کبھی باپ کی گاہ شوہر کے گھر
اسی طرح رہتی تہی رشکِ قمر

مطالب بر آئی خوشی دل ہوئے
جو عقدے تہے مشکل وہ سب حل ہوئے

وہ مہر النسا جو تہی اوسکی ہمشیر
ہوا اوسکا ہم جفت ابنِ وزیر

اسی طرح سے پہر بیاہا او نہین
دولہا اور دلہن بنایا اونہین

وہی مسکڑانا گل اندام کا + وہی چھب دکھانا گلفام کا
وہی گھنگہرون پا کا بجنا وہان + بدن زیر کرتی تہرکنا عیان

داستان آفتاب کا بادشاہ سے اجازت لیکر واسطے قدم بوسی والدین کے جانا

پلا ساقیا جام جم سے شراب + کرون ختم اب قصۂ آفتاب
بہت روز گذرے پرستان مین + بسر عمر کی بس ہنسی جان مین
جدائی وطن کی گران بار ہے + گل تر مجھے بد تر از خار ہے
بجا لاکے آداب وہ بے نظیر + گیا سامنے بیٹھ بدر منیر
کہا مختصر اوسنے کچھ حال کو + کیا منکشف اپنے جنجال کو
میرے متصل ملک تاتار ہے + قوی دست ہی اور جبار ہے
ہے بے داد گر نام وہان شہریار + مطیع ہین بہت اوسکی شہر و دیار
ہوا ہی غرور ایسا کم بخت کو + لیا چاہتا ہے میری تخت کو
اگر وہان لگے جانے مین تاخیر ہو + میرا خانمان پا بزنجیر ہو
ہوا خط کے پڑہنے سے معلوم حال + پدر اور مادر کا ہے تنگ حال
جدائیکا میری اونہین درد ہے + رخ لالہ گون سر بسر زرد ہی
کوئی دم نہین اب گہر کو چلتا ہون مین + پدر اور مادر سے ملتا ہون نہین
اجازت کا تمسے طلبگار ہون + وطن اپنے جانے کو تیار ہون
خدا نے جو چاہا تو اولگا مین + دلہن ساتھ مین اپنی لاؤنگا مین

کہا شہ نے تم خود ہی مختار ہو — نہایت لئیق اور ہشیار ہو

وطن کو اگر اپنا دل اوٹھا — یہاں سے غرض آب و دانہ اوٹھا

رہے پاس تمکو سبھی اسبا انکا — قطع ہو نہ رشتہ ملاقات کا

خطوں سے ملاقات جاری رہے — دل و جان سے الفت تمہاری رہے

وہاں جا کے مت بھول جانا ہمیں — اگر ہو سکے تو بلانا ہمیں

جدا ہونا بیٹی کا ماں باپ سے — بیاں کیا کروں رنج ہی آپ سے

وہ ماں ہو کے آشفتہ و دلفگار — گلے ملکے رونے لگی زار زار

کہا ماں نے بیٹی کو سن بات تو — رہیگی سدا اونمیں دن رات تو

اگر کچھہ کہے ساس مت بولیو — لب لعل شیریں کو مت کھولیو

نند کی اطاعت سدا کیجیو — دل و جان کو اوس پر فدا کیجیو

اطاعت سے کیجیو سدا کام تم — نکیجو میرا نام بدنام تم

کبھی پاؤں چوکھٹ پہ لانا نہیں — بغیر حکم شوہر کے جانا نہیں

ملایم طرح سے کرو بات کو — جو سسرال آوے ملاقات کو

نماز اور روزے پہ رکھنا نظر — فقیروں کو دینا سدا سیم و زر

بہو بیٹیاں منکو مارے رہیں — غرض ہر طرح گھر سنوارے رہیں

ودادائیاں دیکھہ رونے لگیں — تصدق دل و جاں سے ہونے لگیں

کسیکو نہ صبر او سکھہ ہی ہو سکا — غرض اپنا بیگانہ سب رو پڑا

کوئی کہتی ہان کو کرو صبر تم
یہہ رونا نہین آج اور کل کا ہے
اکیلی ہو جسوقت سووٴ گی تم
کوئی بل بلا کر کے رونے لگی
کوئی خاک سر پر اوڑانے لگی
کسی نے کہا بہول جانا نہین
کسی نے کہا یاد کیجو مجہے
جدائی سے دلگیر ہونے لگی
گلے سے لگایا کیا کہہ پیار
سبہونکو تہین چہوڑ روتے ہوئے
خوشی سے گئی دربہا شہر کے
سپہ اور لشکر سے گہرا دیا
فقیرونکو دینار دینے لگا
کسی نے کہا شہ کو عالی جناب
گیا تہا جو گل اس گلستان سے
پری اور پریزاد تسخیر کر کہ
دولہن ساتہہ ہین اپنی لایا ہے ۹۸

دلے صد حزین رکہو جبر تم
تمہارا تو رونا عمر بہر کا ہے
تو اوسوقت بیٹی کو روٴو گی تم
گہر آنسووٴنکے پیرونے لگی
کوئی پہاڑ کپڑون کو جانے لگی
شکستہ دلونکو ستانا نہین
صحایف سے دل شاد کیجو مجہے
گلے سبکے مل ملکے رونے لگی
خدا تیرا حافظ کہا چل سدہار
یہان اور وہان اور ہوتے ہوئے
کنارے گیا بیٹہہ اک نہر کے
بہت متصل اوسنے ڈیرا دیا
ستمگر کو آزار دینے لگا
اب آیا ہے اس شہر مین آفتاب
اب آیا ہے ملک پرستان سے
بہت ساتہہ لایا ہے تدبیر کر
پرستان سے خوش باش آیا ہے ۹۹

بہت سا تہہ ہے اوسکی جاہ و حشم
خبر جسنے دی آکر اوس ماہ کی
خلعت بہی دیا اور جواہر دیا
وہ ملنے کو ماں باپکے شوق مین
وہ آپس مین جب باپ بیٹے ملے
وہ لے اپنے یوسف کو آغوش مین
تصدق ہوا اور اوسپر نثار
ملا اسطرح وہ دل و جان سے
خوشی سے نہ پہولا سماتا تہا وہ
وہ لے ہاتہہ مین ہاتہہ ماں باپکا
ترحم کی مجہپر نظر کیجیے
عزیز و اقارب سے ملتا تہا وہ
محبونسے اپنے ملاقات کی
پرستانکا احوال ظاہر کیا
پرستانکی سبکو تحایف دیے
وہ لے اپنی دولہن کو با آب و تاب
زنانے مکان مین اوتارا وہ

ہزاروں پرستار عبد ہا خدم
کیا خوش طبیعت کو سب شاہ کی
غرض ہر طرحکا زر و اہر دیا
چلا الغرض سر کے بل ذوق مین
غرض غنچہ و گل کی طرح کہلے
رہا مثل یعقوب کی جوش مین
بہت معلقو نکو کیا مالدار
ملے جیسے بلبل گلستان سے
غرض اپنی چہاتی لگاتا رہا وہ
لگا کہنے بردہ ہوں مین آپکا
خطا جو ہوئی سو عطا کیجیے
طرح غنچہ و گل کی کہلتا تہا وہ
ہنسی اور خوشی کی غرض ہاتکی
عزیز و اقارب کو ماہر کیا
سنہری روپہلی صحایف دیے
محل مین گیا الغرض آفتاب
زری بافتہ سے سنوارا اوسے

کہا ساس نے دیکھہ اوس شان کو ۔ بجا ہے تصدق کرون جان کو
طلا اور زمرد پہنایا اوسے ۔ زمرد کا دریا بہنایا اوسے
کہا گھر یہہ تمکو مبارک رہے ۔ حیا کا سدا سر پہ بارک رہے
کبھی اوسکی صدقہ کبھی ہو نثار ۔ کہڑی داہنونکی طرحسے سنگار
لگا اپنی چہاتی سے اوس نور کو ۔ لیا چوم مکہڑے کو مسرور ہو
کئی خوان ستہری سے بادام کر ۔ دہرے سامنے لاکر گلفام کے
غرض ہر طرحسے مدارا کیا ۔ کہے تو کہ آنکھونکا تارا کیا
محل مین جدہی شادمانی ہوئی ۔ سبہونکے تئین زندگانی ہوئی
وہی نوبتین اور وہی شادیان ۔ وہی قہقہہ اور وہی شوخیان
یہان اور وہان ہر طرف رنگ تہا ۔ زمین و فلک دیکہکر دنگ تہا
کوئی دایرے لی بجانے لگی ۔ نشاط و طرب کو دکہانے لگی
وہی جا بجا ناچ گلفام کا ۔ تہرکنا مٹکنا گل اندام کا
وہی شادمانی وہی غل ہوا ۔ نشاط و طرب کا تسلسل ہوا
وہی نوبتین اور وہی دہوم دہام ۔ وہی جا بجا خلق کا اژدہام
عزیز و اقارب امیر و وزیر ۔ زری پوش سارے صغیر و کبیر
اوسے دیکہنے خلق آنے لگی ۔ دُر و لعل یاقوت لانے لگی
امیر اور وزیر اور انکا ہر تمام ۔ ہوئی آکے خدمتمین بہر سلام

جب پائے بوسی کو ساری وزیر
بہت خوش ہوئے سب صغیر و کبیر
لگے تہنیت دینے سب شاہ کو
یہہ گل اس گلستانمین باہاہ ہو
عصا تیری پیری کا قایم رہے
یہہ گل اس گلستانمین دائم رہے
ادہر ماہتاب اور ادہر آفتاب
لگے پینے آپس مین ملکر شراب
لگی رہنے دن رات آرام سے
سدا لب بلب ساغر و جام سے
کبہی نقل بادام کشنیز کا
ذخیرہ تہا موجود ہر چیز کا
کبہی بادہ مستی کبہی بادہ نوش
جوانیکا عالم وہ جوش و خروش
ملا لب سے لب اوس گل اندام کے
سدا بوسے لیتا تہا گل فام کے
ہوا دور اسدرجہ وہان آنچ تہا
نہ لیتا کوئی نام شطرنج تہا
خوشی کی کہون اور کیا تمسے بات
تہا دن عید اور رات تہی شبرات

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

پلا ساقیا ساغر دل پسند
کیا آسمان نے مجھے مستمند
سدا اسکے ہاتہوں سے مجبور ہون
تہی دست ہون اور رنجور ہون
خدا سے مناجات کرتا ہون مین
عیان اپنی حاجات کرتا ہون مین
بضاعت نہین پاس رکہتا ہون مین
نظر اوسکی رحمت پہ رکہتا ہون مین
بر آوین مرے کار دنیا و دین
خدایا بحق رسول امین +
بحق علی و آل بتول +
دعا مجھ گنہگار کی ہو قبول

میرا نخل امید ہو بار ور
بہت تنگ دستی سے لاچار ہون
جہا نمین ہون بے زر گیون خوار سخت
مرے کام بے زر کے ابتر ہوئے
تفکر تردد و رنج و الم
زمانہ بہت تنگ کرنے لگا
مری اب تکالیف کو دور کر
رحم کر تو ہے ارحم الراحمین
خطا جو ہوئی مجھ سے معاف کر
بجاؤن کبھی ور سے مین آپکے
بحقِ حسن اور بحقِ حسین
مجھے صاحب ملک اور مال کر
جہان تا جہان نام آور ہون مین
عزیز و اقارب مین لیل و نہار
رہون مین نہ ہونمین باآب و تاب
عزیز و اقربا سب رفیق و شفیق
مری دشمنونکو سدا خوار رکھہ

ترے ہی فضل سے داور داد گر
نظر مین جہان کے بہت خوار ہون
کہ ہون جیسے بستان مین بے پہل درخت
تفکر تردد کے وقت ہوئے
ترے فضل سے دور ہو یہ الم
غرض ہر کوئی جنگ کرنے لگا
غرض اپنی رحمت سے مسرور کر
ترا نام ہے اکرم الاکرمین
سیاہی گناہونکی بس صاف کر
گنہ بخشدو میرے میری ماں باپکے
مرے باغ جنت مین ہون والدین
سکندر منش صاحب اقبال کر
دیار نظامت مین داور ہون مین
شگفتہ رہون مثل باغ و بہار
درخشان ہر رنگ مہ و آفتاب
تیری بحر رحمت مین ہوین غریق
ہر بدان لعنت گرفتار رکھہ

رہون دین و دنیا مین صد با ادب
ملا جسطرح باپ سے آفتاب
جدا اوسکا اب مجھکو یارا نہین
سدا ہجر مین اوسکے بیتاب ہون
نہ گل سے محبت نہ گلزار سے
نہ کہانا نہ پینا نہ سونا مجہے
جدائی بڑا سخت آزار ہے
کسیکو نہو درد ہجر الکا داغ
جو بچھڑے ہین یارب سبکے الہی ملین
دعا پر کیا مثنوی کو تمام
یہہ ہے مثنوی اک دُر بے نظیر
یہہ سب ہے گلستان اک مضامین کا
نہین مثنوی بلکہ گلشن ہے یہہ
سخن کے غرض ہے دُر شمشیر مین
دُرِ نظم کو جب مہیا کیا
شب و روز جب خون کہایا ہے مین
جو منصف سنین گے کہین گے ضرور

بحق محمد رسول عرب
ملے میرا دلبر بھی یارب شتاب
سوا وصل کے اور چارا نہین
غرض مثل مچھلی کی بے آب ہون
لگا دل میرا روئے دلدار سے
خوش آتا ہے ہر وقت رونا مجھے
کہ ہر شخص اس مین گرفتار ہے
رہے سبکا روشن ہمیشہ چراغ
طرح غنچہ و گل کی باہم کہلین
پڑھو سب نبی پر درود و سلام
سراپا لطافت ہے مین مہر منیر
حقیقت مین ہے تکیہ چمن کا
سراپا سجاوٹ مین جوشن ہے یہہ
کیا ہے پرستان کو تسخیر مین
مضامین کا تب تہیا کیا
تو دریا سخن کا بہایا ہے مین
یہہ ہے مثنوی جلوۂ کوہ طور

صلہ اسکا دی گہ ہوئی اور مول — در و لعل و نیلم کو دی تول تول
سخن سنج سے ہے میری التجا — نہ ہو طعن زن مجھپہ بہر خدا
خطا جو ہوئی در گذر کیجیو — میری بیکسی پر نظر کیجیو
دعا سے سدا یاد کیجیو مجھے — بھلائی سے بس شاد کیجیو مجھے
کیا اسکی تاریخ کا فکر جب — تھی بارہ سو ننانوے سال تب

تمام شد — سنہ ۱۲۹۹ ہجری

مثنوی مہر منیر یعنی رشک بدر منیر من تصنیف محمد جان متخلص بفرحت ولد مولوی سعید الدین بن قاضی امین الدین محسنی صدیقی سہارنپوری تحریر بتاریخ ۶ ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۹ ہجری کو فضل خداوند کریم سے تمام ہوئی یعنی تصنیف سے فراغت پائی یہہ دعا ہے کریم کارساز اپنی کرم اور فضل سے اس کتاب کو قبول اور منظور فرماوے فقط بتاریخ ۱۰ فروری سنہ ۱۸۸۵ع کو طبع ہوئی

نقاش کاتب الحروف منشی عظیم خان
ساکن سہارنپور عفی عنہ

بر سیمین حشمت حسین
ساکن سہارنپور

قصیدہ در نعت سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تعالی اللہ کیا رتبہ ہے مداح پیمبر کا
بچھا دیتا ہے فرش چاندنی چاند اپنی چادر کا

لکھوں گر وصف دندان مبارک آپ کے تو پھر
زمین شعر میں دریا رواں ہو آب گوہر کا

لکھوں گر وصف زلف عنبر افشاں پیمبر کا
کہے صلی علی صلی علی لب نقش مسطر کا

گل گلزار دیوانہ ہے تیری بزم رنگین کا
قصب باف بہاری مدح خوان ہے تیری بستر کا

تیری فرق مبارک پر ہزاروں زیب و زینت ہے
بجز تاج نبوت کے نہیں ہے تاج گوہر کا

اٹھے انگوٹھی ہے تیری خاک گلگونہ ہے حوروں کا
سلامی ہے تیری افزوں ہے رتبہ چرخ اخضر کا

وہ تھا پہلو ہے جیون لفظ میم خط کا گلگوں نیسی
سپیدہ ہر بہاری میں ہے جون خورشید خاور کا

لب دندان سے کیا نسبت ہے تیری لعل و گوہر کو
وہ تیر ہے یا خشانی یہ پانی ہے سمندر کا

بہار جنت الفردوس دنیا میں اوسی حاصل
ملا ہے جسکو ہر جان جہان نقشہ تیری گھر کا

عروسان بہاری جلوہ آرا ہم بزم رنگین میں
عروسان چمن ہے شگفتہ پا این ملبتر کا

چراغ عقل گل ہے عقل کل کا قصر جنت میں
دبیر آفرینش ہے محافظ تیری دفتر کا

گروہ حور و غلمان اپنی زلف عنبر افشاں کو
بہاریں خار و خس صحن و سما محراب منبر کا

تمنا ہے کہ اپنا طایر روح وقت جنبش تک
رہے یارب ہمیشہ نغمہ سنجان اوس گل تر کا

قصیده دیگر

وه یون مہر نبوت جلوه گر تهی پشت اقدس پر — کلام الله پر طغرا ہو جیسے خوشنما زر کا
قد رعنا سے کیا نسبت ہے تیرے سرو لیلا کو — وه چوب نا تراشیده ہے سرکش اور بے بر کا
اوڑا جاتا ہے اپنا طایر دل دشت یثرب کو — بیابان جون جون وه گرمی زا ہے ایران ہین دشت اخضر کا
نسیم صبح یثرب مین ہماری گل سے یہ کہنا — لبون پر دم ہے تیرے عندلیب زار مضطر کا
تمنا ہے کہ جا دیکھون فزائے دشت یثرب کو — بندها ہے طایر دل مین تصور دشت اور بر کا
چمن ہے گل فشان اور گل پہ بلبل نغمہ آرا ہے — دکہا جلوه ذرا تو بهی قد رشک صنوبر کا
صحابا یون تہے محبوب خدا پر مبتلا فرحت — شب جون چارده مین چاند پر جہرمٹ ہو اختر کا
خدا سے کم زیاده سب سے ہے رتبہ محمد کا — نہ کچهہ اس مین بناوٹ ہے نہ ہے کلمہ خوشامد کا
گرے سارے زمین پر سر کے بل اصنام کعبہ مین — ہوا زیر فلک چرچا جب اوسکی آمد آمد کا
بیان کب مجھسے ہو اوصاف اوسکی بزم رنگین کا — خراج ہفت کشور ایک بوٹہ اوسکی مسند کا
ہوئی کتنی کتب منسوخ دم مین حکم ناطق سے — پڑہا ظاہر مین گو اوسنے نہین اک حرف ابجد کا
چراغ مہر و مہ لیکر کے ڈہونڈہ چرخ اخضر نے — نہ پایا سارے عالم مین تمہارے خال او خد کا
برہنہ پا چلے حور و ملک بہر قدمبوسی — فلک پر غل ہوا جو وقت اوسکی آمد آمد کا
کبهی یاد خدا کرتا کبهی تلقین امت کو — کیا کیا کسطرح گلزار نام اپنے اب و جد کا
مہ و خورشید تا انجم نہوتے جلوه گر ہرگز — جہان مین گر خدا پیدا نکرتا نور احمد کا
کرون کحل البصر صبح و مسا آٹھو پہر ہر دم — میسر ہو غبار ای کاش مجھکو تیرے مرقد کا
گر دیے قدسیان لاکھون کرورون سیکڑون ہر دم — کرین جاروب کش صبح و مسا پلکون سے مرقد کا

مناجات دیگر

مدینے میں پہونچکے یا رسول اللہ تیرے در پر ‌ ‌ مجاور بنکے بیٹھوں اور کروں نظارہ گنبد کا
تمنا ہے تیرے کوچے کی جاروبی میسر ہو مجھے ‌ ‌ نہ خواہاں سیم و زر کا ہوں نہ طالب ہوں زر و لعل کا
لگائے مشک عنبر کو نہ لون میں مفت بھی ہرگز ‌ ‌ میسر ہو پسینا کاش مجھکو روئے احمد کا
قیامت میں اگر پوچھیگا مجھسے خالق اکبر ‌ ‌ جھکاکر سر کہونگا میں کہ حامد ہوں محمد کا
عزا قند و شکر کا ہو جو مین اجابت ہے اپنی جنت ‌ ‌ محبت ہے یہی جبدم نام لیتا ہوں محمد کا
بستر خاک تیری کوچے کا سرور مجھکو ‌ ‌ تخت طاؤس سے بہتر ہے مقرر مجھکو
ہو گدائی تیری کوچہ کی میسر مجھکو ‌ ‌ چاہئے ملک سلیمان نہ سکندر مجھکو
میں ہوں مشتاق تمہاری رخ انور کا حضور ‌ ‌ رحم فرماکر دکھاؤ رخ انور مجھکو
آنکھ روضے منور کا طلبگار ہوں میں ‌ ‌ چاہئے سیم و طلا اور نہ جواہر مجھکو
میں کہونگا یہہ قیامت کو رسول عربی ‌ ‌ جام کوثر سے پلا ساقی کوثر مجھکو
زلف مشکین کا محمد کے خریدار ہوں میں ‌ ‌ کیوڑا مجھکو ہے مطلوب نہ عنبر مجھکو
اوڑکے جاؤں تیرے روضہ پہ مثال طایر ‌ ‌ بال و پر بخشے اگر خالق اکبر مجھکو
ہوں میں مداح تیرا ہاشمی و مطلبی ‌ ‌ آب کوثر سے پلانا کوئی ساغر مجھکو
میں ہوں عاشق رخ زیبائی نبی کا فرحت ‌ ‌ فائدہ دیگا نہ فصاد کا نشتر مجھکو

تمام شد مناجات

مناجات دیگر

جہان ہے زیر فرمان محمد ‌ ‌ ملایک ہیں ثنا خوان محمد

ہوا ہے جیسے حکمت میں فلاطون ۔۔۔ ہزاروں ان ایسے دربان محمد
کئی دو چاند کے ٹکڑے فلک پر ۔۔۔ یہ ادنیٰ نشان ہے شان محمد
یہی کہتے ہیں سب حور و ملایک ۔۔۔ چلو دیکھیں شبستان محمد
فریدون سے زیادہ شوکت و شان ۔۔۔ رکھیں ادنیٰ غلامان محمد
نہ دیکھے پھر کبھی بلبل چمن کو ۔۔۔ جو دیکھے روئے تابان محمد
ہوا ہے سینہ میں گوہر کے سوراخ ۔۔۔ ہیں دیکھے جب سے دندان محمد
گل فردوس سے بہتر مدینہ ۔۔۔ ہے خوش در چشم یاران محمد
تمنا ہے بہت مدت سے دل کو ۔۔۔ دکھا یارب شبستان محمد
تہ و بالا زمین و آسمان ہو ۔۔۔ نہ ہو گر زیر فرمان محمد
ملایک عرش عاظم ہر شب و روز ۔۔۔ پڑھیں صلواۃ بر جان محمد
ہوا ہے شرم سے گوہر نہ آب ۔۔۔ کہیں دیکھے ہیں دندان محمد
گنہ فرحت کے یارب بخشدے تجھے ۔۔۔ بصدق چار یاران محمد

غزل

میرے دلبر کے پیشانی پہ کل سونے کا جھومر تھا ۔۔۔ تجلی بخش عالم تھا ضیائے مہر انور تھا
تیری مجنوں کا اولیلا عجب کچھ حال ابتر تھا ۔۔۔ گریباں چاک تا دامن نہ تکیہ تھا نہ بستر تھا
خبر پاکر رقیبوں نے میری کل خرم جا بیٹھیں ۔۔۔ اوڑھا رکھا ہی ساماں نہ مینا تھا نہ ساغر تھا
کہا قاصد نے دلبر سے تیرا دیوانہ جنگل میں ۔۔۔ گریباں چاک کرتا تھا اڑاتا خاک سر پر تھا
اڑایا اپنے کوٹھے سے جو کل تمنے کبوتر کو ۔۔۔ دل مضطر ہمارا تھا مگر لوٹن کبوتر تھا

تیری کوچہ مین کل گیا گیا گذر اوس بت کا ۔ کبھی سر زیر خنجر تھا کبھی سر زیر پتھر تھا

دکھا کر اک جھلک بالی کی دل جو لیگیا حسرت ۔ سنا ہی عشق بازونسی کہ وہ اک طفل زرگر تھا

غزل دیگر

اوسکی چہرہ سے اوس بت کی جو نقاب آیا ۔ پکاری خلق کہ بدلی سے آفتاب آیا

ہزار آفرین قاصد کو ہو ہزار برس ۔ پلک جھپکنے مین نامہ کا لی جواب آیا

مین اتنا رویا تیری ہجر مین خدا جانے ۔ بجائے اشکونکی آنکھونسے خون ناب آیا

پکاری بلبل و قمری چمن مین دیکھہ اوسکو ۔ جواب سرو کا آیا تو لاجواب آیا

اوٹھا کی آئینہ دیکھا جو زلف عارض کو ۔ کہا یہان بھی وہی خانمان خراب آیا

لگی نہ آنکھہ سحر تک چمن مین نرگس کی ۔ الٰہی کیا کوئی گلشن مین بیخواب آیا

دعا قبول ہوئی تیری سر اوٹھا فرحت ۔ وہ آیا شوخ مگر فتنہ ہمرکاب آیا

غزل دیگر

سوا تیری مین جا کسکو سناؤن داستان اپنا ۔ نہ مونس ہے نہ ہمدم ہی نکوئی مہربان اپنا

جلا کر خاک کر دیگا زمین و آسمان دم مین ۔ اگر نکلا کبھی یہہ نالۂ آتش فشان اپنا

کہا بلبل سے صیادونسے گلشن مین بحسرت ۔ کہان لی جا کے اب رکھین بھلا ہم آشیان اپنا

اثر آتش کا رکھا ہی خدا لی حسن خوبان مین ۔ جلا گلشن مین آتش سے گلونکی مرغ جان اپنا

خبر ہے کس طرح رولی کی میری اوس ستمگر کو ۔ نکوئی نامہ بر اپنا نکوئی قصہ خوان اپنا

وہان غیرونسے ہم پہلو ہی وہ رشک چمن ہر دم ۔ یہان ہمدم ہی ہم پہلو مگر درد نہان اپنا

دل و دین خرد صبر و قرار آرام ای فرحت
لٹا کوچہ مین اوس رشک مہ تمر کے کاروان اپنا

سر محفل جو اوس گل نے نقاب اپنا اوٹھایا ہے
سنگ سا انجمن میں اپنی شمع کو کیا جلایا ہے

رقیبوں نے تیری محفل میں کیا کیا دخل پایا ہے
جسے چاہا بٹھایا ہے جسے چاہا اوٹھایا ہے

سنا ہے ہمنے قاصد سے کہ اوس مہر درخشاں نے
جڑاؤ موتیوں لگا آجکل زیور بنایا ہے

نکل کر قبر سے کیونکہ نہ ہوں پابوس دلبر کا
چڑہانے پھول تربت پر یہ ہی محنت سے آیا ہے

رقیبوں نے جلانے کو ہمارے سیر گلشن میں
دوپٹہ کا ہلانا کاہے پر دیکھو اوڑایا ہے

نہ آیا رحم اوس بے درد قاتل کو یہ ہے خنجر
تمامی حال دل اپنا میں رو رو کر سنایا ہے

گمان ہوتا ہے عالم کو گلی میں اوسکی سیلی کا
میں پڑھکر سورۂ اخلاص کو گنبد اپنایا ہے

تکلف کا بیان کیا کیا کہ دن میں بزم جا بجا
تمامی کا ہر اک جا فرش شاہانہ بچھایا ہے

غزل دیگر

اطبا دیکھکر بولے مریض عشق کو فرحت
نہیں ہے مرض کچھہ اسکو یہ پریوں کا ستایا ہے

دل زخم محبت کو نگاہ یار کافی ہے
بجا ہے سرو اے دلبر تیری رفتار کافی ہے

اسیر دام الفت کو نہیں حاجت سلاسل کی
مگر دل بستگی کو کاکل بلدار کافی ہے

مگر قشقہ لگا کر سجدہ نکر ترک مسلمانی
بتوں کی پہانس بسنے کو فقط زنار کافی ہے

فغان بر لب گریبان چاک چشم تر کی طغیانی
ہماری درد الفت کو یہی اظہار کافی ہے

برہمن بتکدہ میں سجدہ آرا شیخ مسجد میں
یہی ہر دم طواف کوچۂ دلدار کافی ہے

تو رکھہ ورد زبان اے دل سدا کلمہ شہادت کا
یہی مونس ہے ہمدم ہے یہی غمخوار کافی ہے

کسی در پہ نہ جا اے در معبود سے اوٹھکر
یہی مالک یہی مولا یہی سردار کافی ہے

کیا شق القمر حضرت نے انگشت شہادت سے
شواہد کو نبوت کی یہی اظہار کافی ہے

نہیں ہے خوف کچھ مجھکو شب تاریک مرقد ہے
محمد مصطفیٰ کا چاند سا رخسار کافی ہے

برہمن ہے بتا کا شیدا ہے تو زاہد حور و غلمان کا
ہمے ہر دم خیال صورت غفار کافی ہے

ہزاروں سیکڑوں لاکھوں عدو ہوں گرچہ زور آور
ہمے نام خدا اور حیدر کرار کافی ہے

زہد پر ناز زاہد کو تو واعظ کو کتابوں پر
ہمے اے ہمدموں اک احمد مختار کافی ہے

ابابکر و عمر ہیں دوستدار سرور عالم
یہی آٹھوں پہر صبح و مسا تکرار کافی ہے

نچھوڑ العبد مرنیتک بہی داماں پیغمبر کو
دلائیل اہل سنت کو یہی بسیار ہے

گدائی گر کرے اے دل تو کر آل پیغمبر کی
بسر اوقات ہونے کو یہی سرکار کافی ہے

مدینے میں پہونچکر پہر نجا فرحت کسی در پر
یہی کوچہ یہی چوکہٹ یہی دربار کافی ہے

نہ برق ابر باراں ہے نہ صبح روز محشر ہے
پس پردہ ہمارا دل تری فرقت میں مضطر ہے

بچے کیونکر متاع دل ہمارا شہر خوباں میں
کہیں ابرو کہیں عارض کہیں زلف معنبر ہے

کہا فصاد سے مجنوں نے کیوں نشتر لگاتا ہے
لگی الفت کی رگ رگ میں ہمارے نوک نشتر ہے

کروں کیونکر نہ میں سجدہ بتوں کو دم بدم زاہد
میری پہلو پہ پہلو آجکل ہندو کی دختر ہے

یہاں تشنہ دہانی ہے دگر حال ہے اپنا
وہاں گردش میں ہر دم ہر گھڑی مینا و ساغر ہے

کبھی چشم ترحم سے ادہر بہی دیکہنا دلبر
تری فرقت میں اک مدت سے میرا حال ابتر ہے

ذرا قاصد یہ اوس بت سے خدا کی واسطے کہنا

تیری کوچہ میں اک مدت سے فرحت خاک بسر ہے

جڑاؤ موتیوں لگا سر پہ وہ جھومر لگائی ہیں | ستارہ چاند غرّہ سے شفق میں مونہہ چھپائی ہیں
شب تاریک میں ہوتا گمان ہے روز روشن کا | جو اپنی عارض تاباں سے وہ پردہ اوٹھائی ہیں
خفا ہوتا ہے خلوت میں ہمیشہ قصہ خوانوں پہ | فسانہ درد الفت کا اگر اونکو سنائی ہیں
جو دیکھا بزم میں جاکر تو اغیاروں کی خاطر وہ | مئی گلرنگ کا ساغر کف رنگین میں لائی ہیں
دوپٹہ سر سے ڈھلکا کر ہیں غلطاں پاؤں میں | سر بازار اغیاروں میں پھر سے چھائی ہیں

سنا ہے آجکل ہم نے حسینان جہاں اکثر
مجالس اور محفل میں غزل فرحت کی گاتی ہیں

سر برہنہ تیری کوچہ میں ہیں جاناں کتنے | چشم تر کتنے ہیں اور چاک گریباں کتنے
پھر گیا ہم سے زمانہ تیری الفت میں صنم | تشنہ خون کتنے ہیں اور جان کے خواہاں کتنے
بزم میں رات جو اوٹھا رخ جاناں سے نقاب | ہو گئے دیکھ کے اوسے گبر مسلماں کتنے
پردہ محمل کا اوٹھا کے تو دیکھ او لیلیٰ | تیری مجنوں نے کئے چاک ہیں داماں کتنے
آیا گلزار میں جس وقت وہ رشک شمشاد | پھر تسلیم جھکے سرو خراماں کتنے
بار لے جاتی ہیں وہاں ہمدموں سامان کتنے | پارہ پارہ یہاں ہوتے ہیں گریباں کتنے

ایک عاشق تیرا فرحت ہی نہیں ہے جاناں
سر پٹکتے ہیں پس دیوار ہیں شاہاں کتنے

کوئی [illegible] چمن میں آج نرگس اصفہانی ہے | ہر اک تختہ چمن کا کشت زار زعفرانی ہے

ہماری دلربا کی کچھ عجب طرزِ بیانی ہے
مقابل جسکی زہرہ بھول جاتی لن ترانی ہے

یہان خونِ جگر کھا کھا کی اپنی زندگانی ہے
وہان اٹھو نپہر لب پر شرابِ ارغوانی ہے

کسیکی کی ساتھ مل بیٹھو نشاطِ جاودانی ہے
کوئی دلکا یہ حضرت آپ پر جوبن جوانی ہے

مریضِ عشق کو اسدرجہ پہونچی ناتوانی ہے
اوٹھانا سر کو تکیہ سے گرانی صد گرانی ہے

حقیقت مین تمہاری عارضِ پرنور کی آگی
جمالِ ماہِ کنعان اک فسانہ کہانی ہے

فصیحانِ عجم کہتے ہین خوش ہو ہو کی فرحت کو
حقیقت مین وہ اپنی عمر کا بابا فغانی ہے

گرہ شاید کہلی زلفِ دوتا کی
معطر جیب ہے بادِ صبا کی

کل اوسنے اپنی ابرو کو بنا کی
ہماری قتل کو خنجر صفا کی

شبِ ہجران کی الله ری درازی
کہ ہے ہے ہمسری روزِ جزا کی

یہان ہوتی ہین ٹکڑے جیب ہردم
وہان ہوتی ہے تیاری قبا کی

پسِ مردن بھی یہ حالت ہے اپنی
بگولہ تھی خاک اکثر اوڑا کی

یہان مین رات رو رو کہ بسر کی
وہان غیرونسے وہ ہردم ہنسا کی

ہر ستی ہو جہانسی یاس و حسرت
بتا تربت کا ہی مجھ بے نوا کی

خفا رہتا ہے جو مجھسے پریزاد
خدا جانے مین کیا اوسکی خطا کی

لگی ہردم رہی ہے اوسکے پا کو
عجب قسمت ہے الله رے حنا کی

نگاہ ہرگز نہ سینہ سے میرے ہٹی
بہت مین اوسکے آگے التجا کی

ہوا مجھکو گمان آیا ہے دلبر — کسیکی پاؤن کی گر آہٹ سُنا کی
ادہر جاتی ہے فرقت مین میری جان — اودہر پابند وہ شرم وحیا کی

نہوئی ہرگز خبر اوسکو نہ فرحت
پس دیوار صبح تک بکا کی

کنگہی سے اونے مانگ جمائی تمام رات — شانہ کی دیکھو کیسی بنائی تمام رات
اللہ تیری نیند نہ جاگی سحر تلک — زنجیر مینے در کی ہلائی تمام رات
رو رو کے مینے خون کا دریا بہا دیا — ہاتہو مین اوسنے مہندی رچائی تمام رات
عاشق نے تیری ہجر مین ای رشک ماہتاب — شکل بگولہ خاک اوڑائی تمام رات
راضی ہوا نہ بوسے کے دینے مین وہ صنم — صد ہا طرح سے بات ملائی تمام رات
قسمین کہین خدا کی کبہی مصطفے کی دین — ہرگز وہ میری پاس نہ آئی تمام رات
اوس سنگدل نے میری پس مرگ گور پر — ٹہوکر لگا کے خاک اوڑائی تمام رات
فرقت مین تیری اس دل نالان نے ای صنم — اک لاکہ من کی سل تہی اوٹہائی تمام رات
محفل مین اوس صنم نے گلابی رقیب کو — مجہکو دکہا کے پلائی تمام رات
لاکہون دکہائی اوسکو تماشا نئی نئی — تکیہ سے پر جبین نہ اوٹہائی تمام رات

فرحت وہ آپ سویا نہ سونے دیا مجہے
قصہ کہانیون مین گنوائی تمام رات

بہار آئی اہی ساقی چلو اب سیر گلشن کو — کیا آراستہ سو سو طرح بلبل نے سوسن کو

سن طفلی سے بیٹھا ہوں تمہارے آستانہ پر
ادھر بھی اک نظر دیکھو اوٹھا کر اپنی چلمن کو

کہا مجنوں نے لیلی سے تیری ناقہ کی خاطر میں
پھرا ہوں ڈھونڈتا مدت تلک صحراؤں بن بن کو

ہلال عید قربان تا قیامت ہو تیری ہیکل
کرے گی گو لاکھ تدبیریں نہ پہونچے تیرے ناخن کو

کہیں اب دور ہو قاتل ذرا میرے سرہانے سے
اوتر ملے ہیں ملایک آسمان سے میرے نشیمن کو

جمال ماہ تاباں تا قیامت اے پری پیکر
پہنچیگا نہ پہنچیگا تمہارے روئے روشن کو

پرستش کو وہ آتا ہے بتوں کی دلبر رعنا
چلو مسجد سے اب فرحت ذرا دیر برہمن کو

ذرا دیدہ دیدہ اوبت عیار دیکھنا
اچھا نہیں ہے جانب اغیار دیکھنا

ہے سہل مجھکو جوہر تلوار دیکھنا
مشکل نگہ ہے ابروئے خمدار دیکھنا

بیٹھو لبوں ہم بغل ہو میرے سامنے صنم
محشر میں اسکا بدلا جفا کار دیکھنا

زاہد کو بس سلام برہمن کو رام رام
جب وقت کوئی کافر و دیندار دیکھنا

اے دل تو کچھ بھی بولا اگر اوسکے سامنے
گردن پہ اپنی خنجر خونخوار دیکھنا

بلبل اگر چمن میں کیا تو نے شور و غل
باقی نہ پر رہیگا نہ منقار دیکھنا

پردہ اوٹھا کے عارض گلگوں سے اے صنم
فرحت شکستہ دل کو بھی اک بار دیکھنا

یہاں زخموں سے گل اپنا بدن ہے
وہاں آٹھو پہر سیر چمن ہے

حبیب رسول محترم کا
غلام بے درم شاہ ختن ہے

یہہ رتبہ ہے رسول محترم کا
غلام بے درم شاہی ختن ہے

کہے بہر خدا اشرین سے کوئی
پس دیوار تیرے کوہ کن ہے

تجہے جنت ملیگی بے تامل
تیرا فرحت وسیلہ پنجتن ہے

غزل دیگر

جو نزاکت ہی تیری رفتار مین
یہہ کہان ہے سرو جویبار مین

جس نے اک جرعہ پیا اچہا ہوا
کیا اثر ہے شربت دیدار مین

دیکہنی کو اوس پری کے آفتاب
جہانکتا ہے روزن دیوار مین

تیری جو آنکہو مین ہے شوخی صنم
یہہ کہان ہے نرگس بیمار مین

بعد مردن بہی ہماری نعش کو
پہینکدینا کوچۂ دلدار مین

چہوڑ کر زاہد چلو در میکدہ
کیا دہرا ہے سبحہ اور زنار مین

کہتا ہے قاتل کو فرحت بار بار
ذبح کرنا مجہکو کوئی یار مین

قامت یار کو مین سرو خرامان سمجہا
زلف دلدار کو مین سنبل پیچان سمجہا

پنجۂ یار کو مین مہر درخشان سمجہا
چشم دلدار کو مین چشم غزالان سمجہا

دیکہہ سرخی تیری لب ہای نزاکت کے صنم
کان یاقوت کوئی لعل بدخشان سمجہا

سیر گلشن مین تیری ہنسنے کو ای رشک قمر
صحن فردوس مین مین حور کو خندان سمجہا

مصحف رخ پہ خط سبز کے تحریر کو دیکہہ
لوح محفوظ پہ لکہا ہوا قران سمجہا

مین تجہے دیکہہ کے ای رشک قمر لب بام
جلوۂ حور و پری یا مہ تابان سمجہا

دل کی بے تابی کو اور اشک کی طغیانیکو — ساکن عرش معلی نے بہی طوفان سمجہا
آئی جاتے ہین میری پاس پر پیرو جو مدام — نقش تسخیر کی باعث سے سلیمان سمجہا
نغمہ آرائی سخن کو ملیں ہمیشہ فرحت — طبع آرائی مین اک طفل دبستان سمجہا

غزل دیگر

غمزۂ یار نے ہمے مارا — ناز دلدار نے ہمے مارا
سر پٹکتا ہے کوہ مین فرہاد — شرین گفتار نے ہمے مارا
بلبلین گل سے رو رو کہتی ہین — بے خطا خار نے ہمے مارا +
چادر گل چڑہائیو بلبل کے — گل سے رخسار نے ہمے مارا
ای برہمن نژاد کفر ایجاد — تیر سے زنار نے ہمے مارا
آہوان خطا تڑپتے ہین کے — ترک تاتار نے ہمے مارا
حال کیا پوچہتے ہو ای فرحت — ایک ستمگار نے ہمے مارا

غزل دیگر

مجہہ کیا اسے رشک لیلی کردیا — مثل مجنون اپنا شیدا کردیا
چہوڑ کنعان یوسف آیا مصر مین — اسے زلیخا سچ بتا کیا کردیا
عاجزی پر میری فرہا کر نظر — مرتبہ او سینے دو بالا کردیا
کیا تجہے حاصل ہوا مرغ سحر — وصل مین جو تو نے غوغا کردیا
آیا گہبرا کر نکل پہلو سے دل — جب پری نے زلف کو وا کردیا
میری صورت پر نہ ہنس ای رشک گل — حلقہ گہر نے جیسے چاہا کردیا
صنعت خالق پہ فرحت کر نظر — بے ستون کیا چرخ بالا کردیا

چاک دامن ہے بیابان اور گریبان اپنا
روز بدلی ہے نیا ہاتھ وہ سامان اپنا

شیخ وزاہد سے ہے مطلب نہ برہمن سے ہمکو کام
راضی ہو جس مین صنم وہی ہے ایمان اپنا

اوسکو حاصل ہے وہان عیش و عشرت
دم بدم تر ہے بیابان اشک سے دامان اپنا

ہمہ مون چار ہی گر ایسی کرے بات کوئی
ہوئی جس بات سے وہ شوخ مہربان اپنا

جسکی خاطر ہوا بدنام جہان مین فرحت
کبہی خواہان نہوا ہائے وہ خواہان اپنا

غزل دیگر

تہ خنجر گلو سے کہول دے یارب زبان میری
کہ شاید رحم کہا جلاد سنکر داستان میری

نہین صیاد سنتا ہے قفس مین داستان میری
کہلا ہے گل چمن مین چہچہے زن ہے زبان میری

اٹہاکر سیر گلشن مین جو اوس گل کو ہوئی گل مین
زمین پر رکہدی ہے جہنجلا کے لوٹی انگلیان میری

وہان ہے کف بکف ساغر تیری محفل مین ای ہمدم
بیابان ہے تشنگی سے خشک جون کانٹا زبان میری

ادہر گردون روتا ہے ادہر بجلی تڑپتی ہے
گئی ہے رفتہ رفتہ کہا فلک پر داستان میری

اوٹہاکر لیگیا زاہد ہماری جملہ سامانکو
نچہوڑا بزم مین شیشہ نچہوڑین پیالیان میری

سر بالین ہے خاک افشان گریبان چاک اک عالم
خوشی ہوتا ہے بس دل مین وہ سنکر ہچکیان میری

سنبہالین عرش و کرسی کو تزلزل ہو
سنین گر حاملان عرش بہی آہ و فغان میری

اوٹہاکر لیگیا صیاد دام زلف کو لیکن
ابہی تک اضطراب مین دست و پا کی مچہلیان میری

کہا صیاد سے بلبل نے کیون ڈالی سلاسل
رگ ہر برگ گل حق لی بنالی بیڑیان میری

ہمی تاکید رہتی ہے شبانہ روز زرگر کو
چڑاو ہو تو ہوئی گہڑ کے لانا بالیان میری

کہون باتون ہی باتو مین جسنکو مطلع اپنا
نہین ہے خضر و عیسی سے اثر مین کم زبان میری

ادہر بہی دیکہنا اوبت خدا کی واسطہ اکدم ۔۔۔ پڑی ہین پاؤن مین چہالہ گہسی ہین اٹہر پامری
کہا بلبل نے رو رو کر گل و نسیم باک مین ہر دم ۔۔۔ ادہر صیاد بیٹہا ہی ادہر ہی باغبان میری

جڑاؤ موتیونکی وہان ملین سے گے قصر اے فرحت
اگرچہ تنگدستی مین کٹی ہے عمر یہان میری

آج محفل مین وہ رشک ماہتاب آنیکو ہی ۔۔۔ طرفہ ترسہ ماجرا ہی بے نقاب آنیکو ہی
آنکہین اپنی بند کر لو حشر مین ہوگی ندا ۔۔۔ فاطمہ بنت محمد بے نقاب آنیکو ہی
کیون نہو خوش ہرین بر آج کل میرا دماغ ۔۔۔ اوسکی جانب سی میری خطہ کا جواب آنیکو ہی
نہہی سن مین کہہ دیتا لا کہون کہ روز ہم جان ۔۔۔ خیر سی اوس ماہ رو پر اب شباب آنیکو ہی
مینے مانگا وصل مین بوسہ جو اوس گلفام سی ۔۔۔ ہنسکے یہہ کہنے لگا آنکہو نمین خواب آنیکو ہی
ہی صدا چارون طرف سی کربلا مین بار بار ۔۔۔ آسمان سی آب کوئی دمنین عذاب آنیکو ہی
سر کے بل فرحت چلو اب کوچہ دلدار مین ۔۔۔ آج کوٹہی پر وہ مہ رو بے حجاب آنیکو ہی

غزل دیگر

تیری طرح دار کہین فتنہ زا کہین ۔۔۔ سرمہ کہین ہی پان کہین اور حنا کہین
کیون کر بچائی کوچہ مینا ز سی متاع دل ۔۔۔ عشوہ کہین ہی ناز کہین اور ادا کہین
کیسی ادا سی نکلی ہے بن ٹہنکی سیر کو ۔۔۔ بٹہکا کہین کلاہ کہین اور قبا کہین
مشت غبار کر گئے میری جسم زار کو ۔۔۔ کوچہ مین اوس پری کے اوڑا تا ذرا کہین
شور و فغان ہی کوچہ مین اوسکی تمام دن ۔۔۔ ماتم کدہ کہین ہی دیا کربلا کہین

کیونکر مین جاؤن کوچہ مین اوس گل کے گرد مین | گالی کہین ہزار کہین اور جفا کہین
کہتا ہی مجھکو دیکھکی وہ رشکِ ماہتاب | آجائے اسکو موت تو جانی بلا کہین
کہنا حسین ابنِ علی کو پیرِ اسلام | پہونچے نسیمِ صبح اگر کربلا کہین
دل چاہتا ہے روضۂ اقدس پہ ہون نثار | لیجا صبا اوڑا کے مدینے ذرا کہین
ہی میری عرض آپ سے اے فخرِ دو جہان | لیجاؤ ہند سے مجھے بہرِ خدا کہین

فرحت تیری فراق مین ہے جان بلب صنم
پردہ خدا کے واسطے جلدی اوٹھا کہین

اسیرِ زلفِ پیچان ہو کے کوئی یار مین آئی | رہائی غیر ممکن ہے کہ اب دربار مین آئی
نہ نکلے گا کبھی وہ غیرتِ شمشاد و قمر گھر سے (اودہر ہا) | وہ یوسف تھی جو بکنے کو بھلا بازار مین آئی
پکارے ہی بلبل و قمری چمن مین مرحبا اونکو | اگر وہ غیرتِ سروِ سہی گلزار مین آئے
ہمارا ہی اوس پری پیکر سے ٹوٹا عہد تو نہین | کہ بوے بے وفائی تنگ نہ بس گفتار مین آئے
خدا سے پھر نہ مانگے باغِ جنت کو کبھی زاہد | اگر اک مرتبہ وہ کوچۂ دلدار مین آئے
تیرے آنے سے جی جاتے ہین مردہ سیکڑون لاکھون | قیامت اے ستمگر کیا تیری رفتار مین آئے
بہارِ باغِ جنت اوسکو بخشیگا خدا بیشک | رسول اللہ کے جو سایۂ دیوار مین آئے
زمین و آسمان مین اک ہوا شور و فغان برپا | کہ جب مسلم کی فرزندون کی سر دربار مین آئے
بس ہون ہی اپنے استخوان مرقد سے اے فرحت | برنگِ خاک باد اوڑکی کوے یار مین آئے

تمت تمام

Farhat, Muhammad Jan
Masnavi mihr-i munir

PK
2199
F36M3
1885